

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهُ
 وَلَمْ يَلُغْ فِي سَبِّحَانَهُ
 ذَرْبَهُ
 وَلَمْ يَلُغْ فِي سَبِّحَانَهُ
 ذَرْبَهُ
 وَلَمْ يَلُغْ فِي سَبِّحَانَهُ
 ذَرْبَهُ

342

تَشْكِيرُ الْأَنْبِيَاءِ

حَيَا الْأَنْبِيَاءِ

مَرْثِيَةً
 مَجْلِسُ عَفَى عَنْهُ



شائع کردہ

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس

حبیب آباد، یاکیوالی، علی پور ضلع مظفر گڑھ

☎ 066-2359314-15



وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ
(القرآن)
الانبياء احياء في قبورهم يصلون (الحديث)

تسکین الاتقیاء فی حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات مبارکہ و سماع فی القبر کے مسئلہ مسلمہ و غیر مختلف فیہ کو قرآن کریم، احادیث صحیحہ و حضرات مفسرین و محدثین و ائمہ مجتہدین و سلف صالحین و جمہور امت کی واضح عبارات سے مبہین کیا گیا ہے۔

نیز علماء متقدمین و متاخرین کی تحقیق عمیق سے اس اجماعی مسئلہ کو غیر متنازع فیہ اور متفق علیہ ثابت کر کے ان افتراء پردازوں کا مسکت و دندان شکن جواب دیا گیا ہے جو اس مسلک صحیحہ و جمہور امت کو خوارج و معتزلہ اور روافض کے اشارے پر مختلف فیہ بنانے کی ناکام کوششوں میں دن رات منہمک ہیں۔

وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ

مقدمہ

برادرانِ اسلام! دورِ نبویؐ سے لے کر آج تک یہودیت و عیسائیت — مذہبِ اسلام کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے عزم کی تکمیل میں مختلف حربے استعمال کر رہی ہے چنانچہ ان کا مذموم ترین حربہ مذہبِ اسلام کی ان بنیادوں کو شکوک و شبہات اور عدم اعتماد سے کھوکھلا کرنا ہے جن پر عمارتِ دین استوار ہے۔

بنا بریں انہوں نے اس عزمِ خبیث کو پروان چڑھانے میں کبھی تو شرک و بدعات و رسوماتِ قبیلہ کے وہ بد تمیز طوفان کھڑے کئے کہ مشرکین مکہ کا شرک الحاد بھی شرم سے مُنہ چھپائے رہ گیا۔ اور کبھی حقانیتِ قرآن اس کے بھینٹ چڑھی، کبھی عصمتِ نبوت و ختمِ نبوت کی ردِ بارِ مطہرہ کو تار تار کیا اور کبھی یہ فتنہ انکارِ حدیث کے رُوپ میں سامنے آیا، کبھی معیارِ حقانیت صحابہ کرامؓ کی تکذیب کا ذمہ لئے ہوئے کھڑا ہوا اور کبھی سلفِ صالحین و اجماعِ اُمت کے خلاف سازشوں کے جال بچھائے — غرضیکہ جن جن ستونوں پر عمارتِ دین محمدیؐ کی مدار ہے انہی انہی ستونوں میں اس دجل و فریب و خُبثِ باطنی کے ساتھ رخنہ اندازی شروع کی کہ دنیائے انسانیت انگشت بدنداں ہے۔

چنانچہ دورِ حاضر میں دیگر فتن کے علاوہ ایک خبیث ترین فتنہ عصمتِ نبوت، مقامِ نبوت، خصائصِ نبوت اور حیاتِ نبوت پر دست درازیوں کا

ہے جس میں بڑھ چڑھ کر حصہ ان یہودیت نواز ملاؤں نے لیا جو خود کو اہل قرآن سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ کی توضیح و تشریح میں مفسرین صحابہ کرامؓ و تابعینؓ و تبع تابعینؓ و ائمہ مجتہدینؓ و سلف صالحینؓ اور اجماع امت سے انحراف کرتے ہوئے عقلی و تخمینی ڈھکوسلوں سے کرنے میں پوری قوت صرف کر رہے ہیں۔ اور عوام الناس کو دام ترویج میں پھنسانے اور ان کے مُنہ میں مٹی ڈالنے کے لئے قرآن قرآن کا نعرہ لگا کر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (معاذ اللہ) وہ تحقیر و تذلیل اور تکذیب و تکفیر کی جا رہی ہے کہ جس کی آزمائش سابقہ میں تمثیل ملنی ناممکن ہے۔

بنا بریں آج غسل و وضو تک کے فرائض و سنن سے عدم واقفیت رکھنے والے جہلاء احادیث نبویہ کی تنکیر و تردید میں لمحہ بھر بھی تاقل نہیں کرتے اور یہودیت نواز رافضیت کے پروردہ ملاؤں کی رنگینی گفتار میں سلف صالحینؓ و اکابرین امتؓ (جن کی زندگیاں قرآن و سنت کی عدیم المثال خدمات میں صرف ہوئیں) کو مشرک و کافر تک کہنے میں دریغ نہیں کرتے۔

برا درانِ اسلام! چنانچہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کا انکار بھی انہی یہودی و معتزلی سازشوں کا شاخسانہ ہے جو کہ ۱۳۵ھ ہجری میں اعتزال و رافضیت کے علمبردار بیکنری نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جسد جمادی کی تمہید سے انتفائے نبوت کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کا یہ اعتقاد تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر روضہ اقدس میں محض بے حس و بے شعور و بے جان ہے (معاذ اللہ) اس نے اس نظریہ خبیثہ کو انغزال نبوت (یعنی آپ وفات شریفہ کے بعد مُردہ اور بے جان ہیں (معاذ اللہ) بنا بریں آپ اب حقیقتاً رسول نہیں رہے) کے لئے ایک سیڑھی بنالیا۔

چنانچہ اس ملحدانہ و زندیقانہ نظریہ کے ابطال کی طرف اہل حق متوجہ ہوئے جن میں سے اس وقت کے امام حدیث علامہ احمد بن الحسین البیہقی (المتوفی ۵۸۵ھ) اور امام ابو القاسم عبدالکریم القشیریؒ اور دیگر محدثین کرامؒ نے نہایت ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا اور اس نظریہ خبیثہ کی جڑ اکھیڑ کر رکھ دی اور واضح فرمایا کہ قرآن و سنت کا صحیح استدلال کیا ہے۔ امام بیہقیؒ کی تالیف عجیب "حیات الانبیاء علیہم السلام" اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آج بھی یہودیت و رافضیت کے اشارہ پر ان کے پروردہ اس نظریہ کو پھیلانے میں اور امت اسلامیہ کو ایک عمیق سازش کے تحت تباہ و برباد کرنے میں لگن ہیں اور محبوبِ دو عالم صاحبِ حیات فی القبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں وہ زبان درازیاں شروع کر رکھی ہیں (معاذ اللہ) کہ زبانِ قلم میں سکت بیان نہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ و جمہور محدثینؒ و مفسرینؒ و اکابرینِ امت اسلامیہ کے بارے میں زبانی اور تحریری طور پر وہ یا وہ گئی اور حمزہ سرائی کی جارہی ہے کہ الامان والحفیظ۔

بنابریں اس طائفہِ ردیلہ کے چند نظریات باطلہ و زبان درازیوں کو انہیں کی عبارات سے مترشح کیا جاتا ہے اور مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ان کی چند مذموم حرکات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ کبھی سادات حضرات انبیاء علیہم السلام کو ادائیگیِ فریضہ رسالت میں (معاذ اللہ) کوتاہیاں کرنے والے ثابت کیا جاتا ہے اور کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) غلطیاں اور غلطوڑ کرنے والے بتایا جاتا ہے کبھی سیدنا آدم علیہ السلام کو معاذ اللہ ظالم اور سیدنا موسیٰ عاکو (معاذ اللہ) ڈکٹیٹر اور جلد باز کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور کبھی نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو جوشِ خطابت میں معاذ اللہ ڈاکیا سے تشبیہ دی جاتی ہے کبھی لفظ نبی الامی کا معنی (معاذ اللہ) جاہل و جاہل کہنے سے جیا نہیں آتی۔ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کو انگوٹھے دکھا کر کہا جاتا ہے کہ آپ معاذ اللہ یہ سنتے ہیں۔ اور کبھی حدیث نبویؐ لا تجعلوا قبری عیدا کا معنی یہ کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر یہ نہ آنا معاذ اللہ۔ کبھی سیدنا عمرؓ کو (معاذ اللہ) بدعتی تک کہہ کر معتزلی ذہن کو تسکین دی جاتی ہے اور کبھی خلافت نبوت میں اولیت کو عدم فضیلت کی چیز کہہ کر اس کا مستحق چوڑھے چار کٹانا اور مصلیٰ کو قرار دے کر رافضیت نوازی کو مستحکم کیا جاتا ہے۔

کبھی گنبد خضراء کو ریاض الجنۃ سے خارج کہہ کر اور کبھی سیدنا موسیٰؑ کے قبر میں نماز پڑھنے کو بے جان کنکر لیوں کے بولنے اور کھجور کے مُردہ تنے کے رونے سے تشبیہ دے کر حضرات انبیاء علیہم السلام کے تشخص کو مجروح کیا جاتا ہے اور کبھی رفع سیدنا عیسیٰؑ کو اور واقعہ معراج جسمانی کو بناوٹی وغیرہ صحیح کہہ کر اپنے مرزائیت اور عیسائیت نواز ہونے کو تقویت پہنچائی جاتی ہے۔

کبھی سیدنا ابوہریرہؓ جیسے جلیل القدر تلمیذ نبوت کو (معاذ اللہ) غیر معروف۔ بالعدالة والفقہ صحابی ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے اور کبھی (معاذ اللہ) حضرت اقرع بن حابسؓ اور دیگر قبیلہ بنو تمیم کے اصحاب نبوت کو اُلو کے پٹھے اور جھری بے اور گورنے والے کہہ کر اپنے رافضی ایمان کو ترقی دی جاتی ہے۔ اور کبھی سیدنا موسیٰؑ کے صحابہ کو (معاذ اللہ) نامراد کہہ کر

اپنی نامرادی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

کبھی علامہ ابن کثیرؒ جیسے عظیم المرتبت مفسر کو زیادہ باپوں والا کہہ کر اور کبھی بخاری شریف جیسی صحیح کتاب کو پوتھیاں اور زٹلیات سے تعبیر کر کے اپنے نمک حرامی ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

کبھی جہود اُمت کو معاذ اللہ زنجود کہہ کر اور قائلین سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر و مشرک و ملحد لکھ کر اور کبھی استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین کو جنگلی اور امام بیہقیؒ و دیگر جلیل القدر محدثین کرامؒ جیسی شخصیات کو مشرک کہہ کر اپنی صفتِ ارتداد کو نمایاں کیا جاتا ہے۔

کبھی احادیث نبویہ کو (معاذ اللہ) مخالف قرآن کہہ کر بھگانے کا اعلان کیا جاتا ہے اور کبھی زیارت نبویؐ کو (معاذ اللہ) کذب و افتراء کے پلڑے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ کبھی عذابِ قبر کا انکار کر کے اور کبھی اثبات عذابِ قبر پر مشتمل احادیث صحیحہ کو (معاذ اللہ) موجبِ شرک و ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کا پروگرام بنا کر اپنے اعتزال و خوارجیت کو مبرہن کیا جاتا ہے۔ اور کبھی احادیث نبویہ سے مسائل شرعیہ و عقائدِ ایمانیہ کے استدلال کو معاذ اللہ کانٹوں پر ہاتھ مارنے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

الغرض جمیع شعائرِ دینیہ کو تضحیک و تمسخر و تنکیر و تردید کا نشانہ بنایا جاتا

ہے۔

۷ نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

برادرانِ اسلام! ان کفریہ و ملحدانہ زبان درازیوں کے باوجود
اہل ایمان افراد کا اُن کی محافل میں شرکت کرنا اور ان خبیثہ سے متعلق
رہنہا دینی بے غیرتی و بے حمیت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہ دوائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

چنانچہ یہ عریضہ بھی دفاعِ عصمت و خصائصِ انبیاء علیہم السلام کا
ایک حصہ ہے۔ جس میں مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام فی القبر کو قرآن
و سنت و سلف صالحین و اکابرین علماء امت اسلامیہ کی تحقیق عمیق و
اجماع امت مسلمہ کی روشنی میں مدون و مرتب کیا گیا ہے

اللہم تقبلہ منی بوسیلۃ نبیک وحبیبک

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آمین

ابن حبیب عفی عنہ



الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على
سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام قرآن کریم کی روشنی میں

برادرانِ اسلام ! اولاً ان آیات کریمہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے اکابرین
امتِ اسلامیہ نے حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے عقیدہ صحیحہ کا استدلال کیا ہے
اور ان آیات مقدسہ کے معانی و توضیحات کو متقدمین و متاخرین حضرات
مفسرین کی تفسیری نکات سے مترشح کیا گیا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ
أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

آیت نمبر ۱

ترجمہ :- اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں اُن کی نسبت
یوں بھی مت کہو کہ وہ مُردے ہیں بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے
ادراک نہیں کر سکتے۔ (بیان القرآن - حضرت تھانویؒ)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ
آیت نمبر ۲ اَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرِزُّونَ

ترجمہ :- اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے اُن کو مردہ مت
 خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں اُن کو رزق
 بھی ملتا ہے۔ (بیان القرآن - حضرت تھانویؒ)

توضیحات

① حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں :-
 ”اور وہ یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء
 سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت
 جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں ظاہر ہوتا ہے کہ
 مثل ازواج اخیار کے اُن کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان
 کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا پس اس حیات میں قوی تر حضرات انبیاء
 علیہم السلام ہیں۔“ (بیان القرآن ص ۲۳۹، معارف القرآن ص ۲۹۶، تفسیر ماجدی ص ۵۹)

② علامہ قاضی شام الشریانی پتیؒ فرماتے ہیں :-
 ”میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ یہ حیات شہداء ہی کو عطا نہیں ہوتی
 بلکہ آثار و احکام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں یہ
 حیات سب سے زیادہ ہے جس کا اثر خارج میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ازواج مطہرات سے آپؐ کی وفات کے بعد نکاح جائز نہیں۔“

(تفسیر مظہری ص ۲۶۲، ۱۷)

③ علامہ شوکانیؒ صاحب تفسیر فتح القدر فرماتے ہیں :-

”ورد النص في كتاب الله في حق الشهداء انهم احياء يرزقون وان الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالانبياء والمرسلين وقد ثبت في الحديث ان الانبياء احياء في قبورهم ورواه المنذري وصححه البيهقي“ وفي صحيح مسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مررت بموسى ليلة أُسرى بي عند الكتيب الاحمر وهو قائم يصلي في قبره“ انتهى (نيل الاوطار ص ۲۶۳ ج ۳ طبع مصر)

ترجمہ :- قرآن کریم کی صریح آیات شہداء کی حیات کے متعلق وارد ہیں کہ وہ زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور اُن کی حیات جسم سے متعلق ہے تو حضرات انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ امام منذریؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

④ علامہ شوکانیؒ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :-

”انه صلى الله عليه وسلم حي في قبره بعد موته كما في حديث الانبياء احياء في قبورهم وقد صححه البيهقي“ واللف في ذلك جزءا قال الاستاذ ابو منصور البغدادى قال المتكلمون المحققون من اصحابنا ان نبينا صلى الله عليه وسلم حي بعد وفاته

انتهی ویؤید ذالک ما ثبت ان الشهداء احياء يرزقون فی
 قبر وهو والنبي صلی اللہ علیہ وسلم منهم۔ (نیل الاوطار ص ۵۰ طبع مصر)
 ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں
 زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ
 ہیں اور بیہوشی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک
 رسالہ بھی لکھا ہے۔ استاذ ابو منصور البغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب
 میں محقق متکلمین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے
 بعد زندہ ہیں ان کا بیان ختم ہوا اور اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ
 شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہیں۔

⑤ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں :-

واذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه يقويه
 من حيث النظر كون الشهداء احياء بنص القرآن والانباء
 افضل من الشهداء۔ (فتح الباری شرح بخاری ص ۲۹۹ ج ۶)
 ترجمہ :- اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو
 دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے اور یہ کہ شہداء نص قرآن
 کے رو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاء کرام تو شہداء سے اعلیٰ و افضل
 ہیں۔ (تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)۔

تمام اہل اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام
 کی قبر اور برزخ میں حیات حضرات شہداء کی حیات سے اعلیٰ و ارفع ہے
 اور جب شہداء کی زندگی نص قرآنی سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ

نہیں تو حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حدیث انسؓ کی رو سے اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا بلند مقام بھی مرحمت فرمایا ہے اور قرآن کریم میں شہدار کی جو زندگی اور حیات منصوص ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہے نص قرآنی اور صحیح حدیث کو ملانے کے بعد حضرت انسؓ کی مذکور حدیث کے علاوہ یہ ایک الگ اور جہاد دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور یہ محض قیاسی فقہی اور نظری دلیل ہی نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے پہلے عرض کیا گیا ہے بلکہ اس روایت کی رو سے آپؐ کی شہادت بھی منصوص ہے اور نص قرآنی سے شہدار کی حیات بھی منصوص ہے۔

④ محدث شہیر امام بیہقیؒ فرماتے ہیں :-

”ان الله جل ثناؤه رد الى الانبياء ارواحهم فهم احياء عند ربهم كالشهداء“ (حیات الانبیاء ص ۱۱۰ ، وفاء الوفاء ص ۲۵ ج ۲)

ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارواح ان کی طرف لوٹا دیئے ہیں سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

⑤ علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں :-

”لا شك في حياته صلى الله عليه وسلم بعد وفاته وكذا سائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام احياء في قبورهم حياة اكل من حياة الشهداء التي اخبر الله بها في كتابه العزيز“ (وفاء الوفاء ص ۲۵ ج ۲)

ترجمہ :- وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک

نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے بڑھ کر ہے۔

⑧ علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ فرماتے ہیں :-

”وہی فوق حیوة الشهداء بکثیر و حیوة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اکمل و اتم من حیوة سائرہم علیہم السلام الی ان قال ان تلك الحیوة فی القبر وان كانت یقرب علیہا بعض ما یترتب علی الحیوة فی الدنیا المعروفة لنا من الصلوة والاذان و الاقامة ورد السلام المسموع ونحو ذلك الا انها لا یترتب علیہا کل ما یمکن ان یترتب علی تلك الحیوة المعروفة“
(روح المعانی ص ۳۶ ج ۲۲)

ترجمہ :- اور یہ حیات شہداء کی حیات سے بہت اونچی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تو تمام انبیاء علیہم السلام سے اکمل و اتم ہے (پھر آگے فرمایا) اس قبر کی زندگی پر اگرچہ بعض وہ امور مترتب ہوتے ہیں جو ہماری دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں مثلاً نماز، اذان، اقامت اور سننے ہوئے سلام کا جواب لوٹانا اور اسی طرح کے کئی امور مگر اس پر وہ سب امور مترتب نہیں ہوتے جو دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں۔

⑨ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیریؒ (المتوفی ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں :-
وعندہم محمد صلوات اللہ علیہ حی فی قبرہ قال اللہ تعالیٰ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَاخْبِرْ سَبْحَانَهُ إِنَّ الشَّهَدَاءَ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَلَا أَنْبِيَاءَ
 أَوْلَىٰ بِذَلِكَ لِمُنَاصَرِ رُبَّتِهِ الْكَافَّةَ عَنْ دَرَجَةِ النَّبَوَّةِ

(الرسائل القشيرية ص ۱ طبع کراچی)

ترجمہ :- اور ان (امام ابو الحسن اشعریؒ) کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور ہرگز ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے گئے یہ خیال نہ کرنا کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ شہداء زندہ ہیں، جب شہداء زندہ ہیں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بطریق اولیٰ زندہ ہیں کیونکہ سب کا رتبہ نبوت کے رتبہ سے قاصر ہے۔

① عقیدۃ السفارینی میں ہے :-

”ان الموت ليس لعدم محض وانما هو انتقال من حال الى حال ويدل على ذلك ان الشهداء بعد موتهم وقتلهم احياء عند ربهم يرزقون فرحين وهذا صفة الاحياء في الدنيا واذا كان هذا في الشهداء كان الانبياء عليهم السلام بذالك احق واولى“ (عقیدۃ السفارینی ص ۳۹ ۲۵)

ترجمہ :- حقیقت یہ ہے کہ موت عدم محض نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا نام ہے اور اس پر شہداء کا وجود دلالت کرتا ہے کہ شہدائے کرام اپنی موت و قتل کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے

رب کے ہاں سے رزق دیتے جاتے ہیں اور خوش ہیں اور یہ دنیوی زندگی کے اوصاف ہیں اور جب یہ اوصاف شہدار کرام میں پائے جاتے ہیں تو حضرات انبیاء علیہم السلام میں بدرجہ اولیٰ پائے جاتے ہیں۔

⑪ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ فرماتے ہیں:-

وَالَّذِي نَعْتَقِدُ أَنَّ رَتْبَهُ بَيْنَنَا صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَعْلَىٰ مَرَاتِبِ الْمَخْلُوقِينَ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَأَنَّهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَيٌّ فِي قَبْرِهِ حَيَوَةً مُسْتَقَرَّةً أَبْلَغَ مِنْ حَيَاةِ الشَّهْدَاءِ الْمَنْصُوصِ
عَلَيْهَا فِي التَّنْزِيلِ إِذْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُمْ بِالْأَرِيبِ وَأَنَّهُ
صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ مِنْ يَسْمَعُ عَلَيْهِ“

(اتحاف النبلاء ص ۲۱۵ مطبوعہ کانپور)

ترجمہ:- ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپؐ اپنی قبر مبارک میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپؐ کی یہ حیات شہدار کی حیات سے جو قرآن پاک میں منصوص ہے بہت بالا ہے کیونکہ آپؐ ان سے بلا ریب افضل ہیں۔ اور آپؐ اپنے روضہ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کے سلام کو خود سنتے ہیں۔

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا ۚ

آیت نمبر ۳

ترجمہ :- اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے۔ (بیان القرآن - از حضرت تھانویؒ)

توضیحات

① علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں :-

”قال الزهري سعيد بن جبين وابن زيد ان جبريل قال ذاك للنبي صلى الله عليه وسلم لما اسرى به فالمراد سوال الانبياء في ذاك الوقت عند ملاقاته لهم“
(فتح القدير للشوکانیؒ ص ۵۵، ج ۴، طبع بیروت)

ترجمہ :- امام زہریؒ و سعید بن جبیرؒ و ابن زیدؒ فرماتے ہیں کہ شب معراج حضرت جبریلؑ نے آپ سے عرض کیا کہ انبیاء علیہم السلام سے سوال فرماؤں اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے اُن کی ملاقات کے وقت سوال کرنے کو کہا۔

② مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں :-

”عن ابن عباسؓ قال لما اسرى بالنبي صلى الله عليه وسلم بعث الله ادم واولاده من المرسلين الى ان قال جبرائيل تقدم يا محمد فصل بهم فلما فرغ من الصلوة قال جبرائيل صل يا محمد من ارسلنا“ (تفسير منطوي ص ۳۵۳)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو معراج سے مشرف فرمایا تو حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کے جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام کو اٹھایا حتیٰ کہ جبریل امینؑ نے عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیے اور انہیں نماز پڑھائیے تو جب نماز سے فارغ ہوئے تو جبریل امینؑ نے عرض کیا کہ اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال فرمائیے۔

③ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں :-

”وقال عبد الرحمن بن زيد بن اسلم واسئلهم ليلة الاسرى فان الانبياء عليهم السلام جمعوا له“ (تفسير ابن كثير ۱۲۹ ص ۱۳۶)

ترجمہ :- حضرت عبد الرحمن بن زيد بن اسلم فرماتے ہیں کہ آپؐ نے حضرات انبیاء علیہم السلام سے شب معراج سوال فرمایا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو آپؐ کے لئے جمع فرمایا گیا تھا۔

④ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :-

”وأيّد ذلك حديث عبد الرحمن بن هاشم عن انسؓ فيه وبعث له آدمؑ ومن دونه من الانبياء عليهم السلام“ (فتح الباری ص ۱۳۷ ج ۷)

ترجمہ :- اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا روح مع الحمد حاضر ہونے کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت انسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سیدنا آدمؑ اور دیگر انبیاء کو اٹھا کر

⑤ محدث کبیر حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:-

”ومما یثبید تشکل الانبیاءؑ وتصورهم علی وجه الجمع بین اجسادهم وارواحهم قوله صلی اللہ علیہ وسلم فاذا موسیٰ قائم یصلیٰ فی قبرہ فان حقیقة الصلوة وہی الاتیان بالافعال المختلفة انما تكون للاشیاح لا للارواح“
(مرقاۃ ص ۱۵۷ ۱۱۷)

ترجمہ :- حضرات انبیاء علیہ السلام کے شب معراج روح مع الجسد حاضر ہونے کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کرتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے پس نماز کی حقیقت مختلف اعمال کا بجالانا ہے اور ان کا بجالانا جسموں کا کام ہے صرف روح کا نہیں۔

⑥ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری مزید فرماتے ہیں:-

انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای موسیٰ قائم یصلیٰ فی قبرہ ثم عرج بہ هو من ذکر من الانبیاءؑ الی السموات فلقیہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اجتمعوا فی بیت المقدس فحضرت الصلوة فامہم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم قال وصلو تمہم فی اوقات مختلفة وفي اماکن مختلفة لا یردہ العقل وقد ثبت بہ النقل فدل ذالک علی

حیاتہم“ (فتح الباری ص ۳۱۲ ۶۵)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا۔ پھر دورانِ معراج آپ کو حضرات انبیاء کا ملنا پھر ان کا بیت المقدس میں جمع ہونا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو امامت کرانا اور ان کا مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں ہونا عقلاً صحیح اور نقلاً ثابت ہے اور یہ چیز حضرات انبیاء کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔

④ امام قرطبی فرماتے ہیں:-

”کہ آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ آیت کو اس کے ظاہری معانی پر رکھا جائے اور ملاقات روح مع الجسم سے ہوئی صرف ارواح سے نہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں جو نماز پڑھی وہ روح مع الجسم تھی“ (تفسیر قرطبی ص ۹۳ ۱۶۵)

⑤ حدیث ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھنے والے انبیاء کی سات صفیں تھیں تین صفیں رسولوں کی اور چار صفیں نبیوں کی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کے ٹھیک پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے۔ اور ان کے دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت اسحق علیہ السلام تھے پھر باقی رسول تھے آپ نے دو رکعت نماز پڑھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے وحی کی ہے کہ میں آپ حضراتؑ سے توحید کے متعلق سوال کروں“ (تفسیر)

⑨ تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر جلالین، تفسیر در مشور، تفسیر کرخی، تفسیر کشاف (زمخشری)، تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی وغیرہم تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت یہی مرقوم ہے کہ اس کا مقام نزول شبِ معراج بیت المقدس ہے جس میں جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع کیا گیا اور آپ نے ان کو نماز پڑھائی اور اس موقع پر انبیاء علیہم السلام روح مع الجسم جمع ہوئے تھے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مَرْيَةِ مِّنْ لِّقَاءِ ۝

آیت نمبر ۲

ترجمہ :- اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو آپ ان کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے۔

توضیحات

① علامہ شوکانی فرماتے ہیں :-

مقال المفسرون وعد رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سيلقى موسى قبل ان يموت ثم لقيه في السماء وفي بيت المقدس حين أسرى به - (فتح القدير ص ۲۵۶ ۲۵۷)

ترجمہ :- مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی ملاقات کا وعدہ فرمایا اور وہ آسمان پر بھی ہوئی اور بیت المقدس میں بھی جب آپ معراج پر تشریف لے گئے۔

(۲) علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں :-

”فَلَا تَكُنْ فِي مُرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَاخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ مَرْوَيْهِ
بِسَنَدٍ صَحِيحٍ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الْآيَةِ أَيْ مِنْ لِقَاءِ
مُوسَىؑ وَاخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَنَّهُ قَالَ كَذَلِكَ
فَقِيلَ لَهُ أَوَلَيْقَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مُوسَىؑ قَالَ نَعَمْ الْاِتْرَى إِلَى
قَوْلِهِ تَعَالَى وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ أَمْرٍ وَارَادَ بِذَلِكَ لِقَاءَهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةَ لَيْلَةِ الْاِسْرَى كَمَا ذَكَرَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَ
غَيْرَهُمَا وَرَوَى نَحْوُ ذَلِكَ عَنْ قَتَادَةَ وَجَمَاعَةٍ مِنَ السَّلَفِ“
(تفسير روح المعاني ص ۱۳۷ ۲۱۵)

ترجمہ :- طبرانی اور ابن مردویہ نے سند صحیح سے ابن عباس سے روایت
کی لقا سے مراد ہی ملاقات موسیٰؑ ہے۔ ابو العالیہ سے پوچھا گیا کہ حضور
اکرمؐ کی حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی؟ فرمایا ہاں ہوئی کیا تم نے نہیں
دیکھا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ أَمْرٍ سے مراد شرب
معراج میں حضرت موسیٰؑ علیہ السلام سے ملاقات ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم
میں موجود ہے۔ اسی طرح قتادہؒ اور ایک جماعت سلف صالحینؒ سے بھی
مروی ہے۔

(۳) علامہ ابن کثیر رقم فرماتے ہیں :-

”قَالَ قَتَادَةُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَيْسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ اِسْرَىٰ جِي مُوسَىٰ
بَنَ عِمْرَانَ رَجُلًا اَدَمَ طَوَالًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا تَكُنْ فِي مُرْيَةٍ

من لقائه انه قد رأى موسى^۴ ولقى موسى^۴ ليلة اسرى به^۵

(تفسیر ابن کثیر ص ۲۶۳ ۲۶۴)

ترجمہ :- حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ وہ گندم گوں اور لمبے قد کے ہیں۔ نیز حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آپؐ کی ملاقات شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

④ امام رازیؒ فرماتے ہیں :-

”معناه فلا تكن في شك من لقاء موسى^۴ فانك تراه

و تلتقا“ (تفسیر کبیر ص ۵۶۵)

ترجمہ :- یعنی یقیناً آپؐ انہیں دیکھیں گے اور ان سے ملیں گے۔

⑤ تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر قرطبی وغیرہ میں اس آیت کے تحت یہی مرقوم ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں شک نہ فرماویں اور شبِ معراج میں آپؐ کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

⑥ محدث کبیر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں :-

”وكان قتاده يسترها ان النبي صلى الله عليه وسلم قد لقي

موسى^۴ ووافقه عليه جماعة وقد جمع البيهقي كتابا لطيفا في

حياة الانبياء في قبورهم اور د فيه حديث انس "الانبياء
احياء في قبورهم يصلون" اخرجہ من طريق يحيى بن ابی
کثیر وهو من رجال الصحيح عن المستلم بن سعيد — وشاهد
هذا الحديث ما ثبت في صحيح مسلم من رواية حماد بن سلمة
عن ثابت عن انس رفعه مررت بموسى ليلة اسرى لى
عند الکئيب الاحمر وهو قائم يصلی فی قبره

ترجمہ :- حضرت قتادہؓ اور مضر بن کرامؓ کی ایک جماعت نے اس
کی تفسیر یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے
ملاقات کی۔ پھر آگے فرمایا کہ امام بیہقیؒ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات
فی القبر کے بارے میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے اور اس میں یہ حدیث نقل
فرمائی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور
نمازیں پڑھتے ہیں اس حدیث کو انہوں نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ اور مستلم
بن سعیدؒ سے روایت کیا ہے جو کہ صحیح مسلم کے رواۃ میں سے ہیں۔ اور اس
حدیث کی شاہد وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم شریف میں حضرت حماد بن سلمہؒ
کی روایت سے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ میں شبِ معراج موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے جو کہ ریت
کے ٹرخ ٹیلے کے قریب واقع ہے گذرا اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں
کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

آیت نمبر ۵ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝**

(الحجرات -)

ترجمہ برائے ایمان والوں بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اور آپ کے سامنے بھی اس قدر آواز بلند نہ کیا کرو جیسے کہ ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

توضیحات

① اکابرین اہلسنت اور جمہور مفسرین کا اجماع ہے کہ ورودِ وفات کے بعد بھی یہی حکم قرآنی روضۂ اطہر کے پاس کابلِ ادب و احترام ملحوظ رکھنے کا متقاضی ہے، مسجد نبوی کی حدود میں شرعی ضروریات کے علاوہ آواز ہمیشہ پست رہے۔ (مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۷۱)

② شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:-

”اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے“
(تفسیر عثمانی ص ۶۶۹)

③ محدث اعظم حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری شارح ابوداؤد فرماتے ہیں:-
”اے حضرت حیات ہیں لہذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے“

مسجد نبویؐ کی حدود میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اُس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں“ (تذکرۃ الخلیل ص ۲۳)

④ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ارشاد فرماتے ہیں: ”اور بہت پکار کر نہ بولے۔ بلکہ آہستہ خضوع اور ادب سے بزمی عرض کرے“ السلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فلاں بن فلاں لیستشفع بک الی ربک“ (زبدۃ المناک ص ۹)

⑤ محدث شہیر حضرت ملا علی قاری المکی الحنفیؒ اپنی مشہور روزگار تصنیف ”ارشاد الساری“ میں ”باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم“ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:-

”ثم توجه مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعًا خاضعًا خاشعًا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح فارغ القلب واضعًا بيمينه على شماله مستقبلًا الوجه الكريم مستدبرًا للقبلة محترزًا عن اشغال النظر بما هناك من الزينة متمثلًا بصورته الكريمه في خيالك مستشعرًا بانہ عليه الصلوة والسلام عالم بحضورك وقيامك وسلامك مستحضرًا عظمتك وجلاله وشرفه وقدره صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال سلمًا مقتصدًا من غير رفع صوت لقوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ إِذَا خُتِبَ فِيهِمْ لَمْ يُنصِتُوا“

(ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص ۳۳۸ طبع مصر)

ترجمہ ۱۔ پھر انتہائی ادب کے ساتھ چہرہ اقدس کی طرف متوجہ ہو، تواضع، رسوائی، ذلت، انکساری، خوف اور سکون کے ساتھ اور ہیبت، محتاجی، نگاہوں کو پست کئے ہوئے، جوارحات کو حرکات سے بند رکھتے ہوئے۔ دل کو ہر بات سے اُس مقصود کے لئے فارغ کئے ہوئے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے چہرہ مکرم کی طرف منہ کئے ہوئے اور قبلہ مبارکہ کی طرف پشت کئے ہوئے اور وہاں کی آرائش و تزئین سے نگاہوں کو بچاتے ہوئے اور آپ کی صورت مبارکہ کا تصور لیے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ تیری موجودگی و تیرے قیام اور تیرے سلام سے باخبر ہیں۔ اور آپ کی عظمت و جلالت بلندی قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے پھر سلام پیش کرے میانہ روی سے اور آواز کو پست رکھتے ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”اپنی آواز کو آپ کی آواز سے پست رکھو“ اور بے شک جو لوگ بارگاہ نبوت میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور نہ زیادہ اخفاء کے ساتھ اور حضور قلب اور حیار کے ساتھ سلام عرض کرے۔

④ شیخ تقی الدین مَسْکُیٰ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور جو شخص مسجد نبوی میں آواز بلند کرتا تو اس کو یہ فرماتے تھے۔

لقد اذیت رسول الله صلى الله عليه وسلم
ترجمہ ۲۔ البتہ تحقیق تو نے (آواز بلند کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (قبر مبارک میں) ایذا پہنچائی ہے۔

(بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۱۹ ج ۳ از شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی)

نوٹ

برادرانِ اسلام! آپ نے آیاتِ قرآنیہ اور حضراتِ مفسرینؒ کی بالاختصار تشریحات و توضیحات کو پڑھا جو کہ انہوں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ فی القبر کے اثبات میں پیش فرمائیں۔ کیا دورِ نبوی سے آج تک کے جمیع ادوار و طبقات کے جمیع حضراتِ مفسرینؒ صحیح مقاصد و مفاہیم قرآنیہ سے ناواقف تھے۔ یا انہوں نے اس عقیدہ صحیحہ کا استدلال اُمتِ اسلامیہ میں (معاذ اللہ) شرک پھیلانے کے لئے کیا؟

یا آج کے چند جاہل رافضی و مہماتی گوئے بعینہ مرزائیت کی اتباع میں آیاتِ قرآنیہ کی جاہلانہ و گھڑنٹو تاویلات سے (جو کہ آج تک کے اہلسنت و الجماعت کے کسی ایک مفسر سے بھی ثابت نہیں) اُمتِ اسلامیہ کو کفر و ارتداد و توہینِ نبوت کے سیلاب میں بہا کر لے جانے کی عمیق سازش میں منہمک ہیں۔

چنانچہ جمیع اہلِ اسلام سے گزارش ہے کہ خدا را ان مرزائیت و رافضیت نواز گوئیوں سے دور رہ کر اپنے آپ کو حضراتِ اکابرینؒ و اسلافِ اُمت سے وابستہ رکھیں۔

ابن جلیب عفی عنہ

حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فی الحدیث

دور نبویؐ سے لے کر آج تک کے جمیع اہل ایمان کا یہ عقیدہ اجماعی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں روح مع الجسم زندہ ہیں اور قبور پر حاضر ہونے والوں کا سلام بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں۔ چنانچہ آیات قرآنیہ سے بالتوضیح استدلال کے بعد احادیث صحیحہ اولہ ائمہ حدیث کی تشریحات و توضیحات رقم کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱ امام ابو یعلیٰؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو الجهم الارزق بن علیؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی بکرؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مستلم بن سعیدؒ نے بیان کیا وہ حجاجؒ سے اور وہ ثابت بنانیؒ سے اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

”الانبياء احياء في قبورهم يصلون“

(حیات الانبیاء للبیہقی ص ۱، سفار السقام ص ۱۳۲، خصائص الکبریٰ ص ۲۸۱)

ترجمہ :- حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں

پڑھتے ہیں۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

- ① حافظ ابن حجر عسقلانی "شرح بخاری" فرماتے ہیں:-
 "وصححه البیہقی" (فتح الباری شرح بخاری ص ۲۵۲-۲۵۳)
 کہ اس حدیث کی امام بیہقی نے تصحیح کی ہے۔

- ② حضرت ملا علی قاری "شرح مشکوٰۃ" فرماتے ہیں:-
 صحیح خبر الانبیاء احياء فی قبورهم۔ (مرقاة شرح مشکوٰۃ ص ۲۱۲)
 کہ الانبیاء احياء فی قبورهم کی حدیث صحیح ہے۔

- ③ علامہ انور شاہ کشمیری "شرح بخاری" نے (فیض الباری ص ۶۳-۶۴) اور
 علامہ شبیر احمد عثمانی نے (فتح الملہم شرح مسلم ص ۲۲۹-۲۳۰) اور
 علامہ عبدالمرووف مناوی نے (فیض القدیر ص ۱۸۳-۱۸۴) رقم فرمایا ہے
 کہ "یہ حدیث صحیح ہے"

- ④ شیخ عبدالحق محدث دہلوی "فرماتے ہیں:-
 "ابویعلیٰ بنقل ثقات از روایت انس بن مالک آورده قال قال
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احياء فی قبورهم
 یصلون"

ترجمہ :- امام ابو یعلیٰ "ثقة راویوں کی نقل سے حضرت انس بن مالک

سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

⑤ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:-

”رجال ابی یعلیٰ ثقات“ (مجمع الزوائد ص ۲۱۵ ۸۵)

کہ ابی یعلیٰ کی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

⑥ علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں:-

”وہو حدیث صحیح“ (السراج المنیر ص ۱۳۴ ۲۵)

کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

⑦ قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں:-

”انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ و روحہ لا تفلکھ

لما صح ان الانبیاء احياء فی قبورہم“

(تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین ص ۲۸ طبع مم)

بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ

کی روح مبارک آپ کے جسم مبارک سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث

میں آیا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

⑧ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

”وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احياء فی قبورہم“

رواہ المنذری وصحّحہ البیہقی“ (نیل الاوطار ص ۲۶۳ ۳۵)

بلاشبہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں علامہ منذری نے یہ روایت بیان کی ہے اور امام بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

⑨ علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں :-

”ورواہ البویعلیٰ برجال ثقات ورواہ البیہقی وصحّحہ“

(وقار الوفاء ص ۲۵ ۲۶)

البویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے یہ روایت کی ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

⑩ شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریاؒ فرماتے ہیں :-

”اور یہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور

نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے“ (نفائیل درود شریف ص ۳۷)

⑪ شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء حضرت مولانا محمد رفیع راز خاں صفدر مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں :-

”کہ امام البویعلیٰ کے طریق سے جو روایت ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور ثبت ہیں اور جمہور محدثین کرامؒ اس کی تصحیح کرتے ہیں کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لئے اصول حدیث میں اس سے زیادہ قوی دلائل موجود نہیں ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہوں اور جمہور محدثین کرامؒ اس کی تصحیح

پر متفق ہوں“ (تسکین الصدور ص ۲۱۳)

حدیث نمبر ۲ حماد بن سلمہؒ، ثابت بنانیؒ و سلیمان تیمیؒ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مررت علیٰ موسیٰؑ لیلة اسریٰ بجی عند الکثیر الاحمر وهو قائم یصلیٰ فی قبرہ“ (صحیح مسلم ۲۶۸، منہاج ص ۱۳۸، نسائی ص ۱۵۲۴) ترجمہ:- میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا جو سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

① علامہ سخاویؒ اپنے استاذ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ”یہ حدیث اُس سابق حدیث الانبیاء احياء فی قبورہم یصلون کی شاہد و مؤید ہے“ (القول البدیع ص ۱۲۶)

② حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری ص ۳۵۲ ج ۶) میں اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم ص ۳۲۹ ج ۱) میں رقم فرماتے ہیں کہ ”یہ حدیث جو صحیح مسلم میں حماد بن سلمہؒ کے طریق سے ثابت بنانیؒ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت ہے اس سابق حدیث الانبیاء احياء فی قبورہم یصلون کی شاہد ہے“

الغرض یہ دونوں احادیث ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھنے کا امر مترشح اور واضح ہوتا ہے۔

(۳) محدث کبیر امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:-

”فی قصۃ المعراج انه لقیہم فی جماعۃ الانبیاء فی السموت وکلہم وکلموہ وکل ذلک صحیح لا ینحاف بعضہ بعضاً۔ فقد یرى موسى قائماً یصلی فی قبرہ ثم یرى بموسى وغیرہ الی بیت المقدس کما اسرى نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فیراہم فیہ ثم یرج بہم الی السموت کما یرج نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فیراہم فیہ کما خبرہ وصلواتہم فی اوقات بمواضع مختلفات جائز فی العقل کما ورد بہا خبر الصادق و فی کل ذلک دلالة علی حیاتہم“ (حیات الانبیاء للامام البیہقیؒ ص ۸ طبع مصر)

واقعہ معراج میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرامؑ کی ایک پوری جماعت کو آسمانوں میں ملے تھے ان سے کلام فرمایا اور انہوں نے آپ سے باتیں کیں یہ سب مضامین صحیح ہیں۔ اور ایک دوسرے سے متعارض نہیں ایک وقت ہے کہ آپ حضرت موسیٰؑ کو ان کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھ رہے ہیں۔ پھر موسیٰؑ کو بھی بیت المقدس تک سفر اسرار کرایا گیا جیسا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر اسرار پیش آیا پس آپ نے وہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پھر سب پیغمبروںؑ کو بھی آسمانوں تک (اپنے اپنے مقام میں) معراج کرایا گیا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا پس آپ نے وہاں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا پس انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر نماز پڑھنا اس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نقلاً اس پر قولِ صادق موجود ہے ان تمام واقعات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر دلالت ہوتی ہے نوٹ :- حضرات انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں نماز کا پڑھنا تلذذاً ہو گا نہ کہ وجوباً۔ کیونکہ دارالعمل کے بعد وجوبِ عمل کا انقطاع ہے نفسِ عمل کا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیات کثیرہ اس پر دال ہیں کہ دارالعمل سے رحلت کے بعد بھی تحمید، تسبیح، دعا و استغفار کا سلسلہ جاری ہے۔

④ علاوہ ازیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

”حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ وما کان من سیئۃ استغفرت اللہ لکم“ (رواہ البزار باسناد جید۔ فتح الملہم شرح مسلم ص ۱۷۲)

میری یہ زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے اور بعد الوفاں بھی میری حالت تمہارے لئے خیر ہے تمہارے اعمالِ نیک پر پیش ہوتے رہیں گے پس جو اچھے ہوں گے تو میرے لئے سامانِ تحمید ہو گا اور جو اعمال اچھے نہ ہوں گے اس پر میں دعا و استغفار کرتا رہوں گا۔

⑤ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں :-
”مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلتِ حیات و اکرامِ ملائکہ کے برزخ

میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہیں۔ (۱) اعمالِ امت کا ملاحظہ فرمانا (۲) نماز کا پڑھنا (۳) اس عالم کے مناسب غذا کا نوش فرمانا (۴) سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے ہذریعہ ملائکہ (۵) سلام کا جواب دینا یہ تو دائمًا ثابت ہیں۔ اور اچاناً بعض خواص امت سے یقظہ میں آپ کا کلام اور ہدایات فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے۔ اور حالتِ رُقُوباً و کشف میں تو ایسے واقعات حصراً و احصاء سے متجاوز ہیں“ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ)

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہم سے ہارون بن عبد اللہ **حدیث نمبر ۳** نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حسین بن علیؑ نے بیان کیا وہ عبد الرحمن بن یزید بن جابرؒ سے اور وہ ابو الاشعث الصنعائیؒ سے اور وہ حضرت اوس بن اوسؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

”ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا على من الصلوة فيه فان صلواتكم معروضه على قال قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكيف تعرض صلواتنا عليك وقد ارميت قال يقولون بليت فقال ان الله عز وجل حرم على الارض اجساد الانبياء“

(ابوداؤد مشھا ۱۵، واللفظ له والدارمی ص ۱۹۵، والنسائی مشھا ۱۵۲)

ابن ماجہ ص ۱۵۸، المستدرک ص ۱۵۸، مؤاخذ الظہان ص ۱۳۶، سنن الکبریٰ ص ۲۳۹

(ابن ابی شیبہ ص ۵۱۶، ۲۳۰)

بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے ایک جمعہ ہے، اسی میں

حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں نفع اولیٰ ہوگا۔ اور اسی میں نفع ثانیہ ہوگا۔ سو تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد حرام کر دیئے ہیں (یعنی زمین ان کو نہیں کھاتی)۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

① امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ”البدواؤد“ نسائی اور ابن ماجہؒ نے بالاسانید المصیصہ حضرت اوس بن اوسؒ سے یہ روایت کی ہے۔
(کتاب الاذکار منہج طبع مصر)

② امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں اس حدیث کو بخاری کی شرط پر صحیح کہتے ہیں۔ (دلائل النبوة ص ۴۹۶)

③ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔
”اس حدیث کو امام ابن خزیمہؒ، ابن حبانؒ، دارقطنیؒ اور امام نوویؒ نے صحیح کہا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۵۱۳ ج ۲)

④ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری اس حدیث کو صحیح

کہتے ہیں۔ (فتح الباری ص ۵۸)

⑤ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں :-

”جو شخص بھی اس کی اسناد میں تامل کرے گا تو اس کو اس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں اور ائمہ کرام نے ان کی احادیث قبول کی ہیں“ (جلال الافہام ص ۴۲)

⑥ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :-

”در حدیث صحیح آمدہ است کہ بسیار گوید در روز جمعہ درود بر من زیرا کہ صلوة شامہ معروض می گردد بر من این جا معلوم می شود کہ حیات انبیاء و حیات جسمی دنیاوی است نہ بجز بقائے ارواح“ (مدارج النبوة ص ۹۲ و ۹۳)

⑦ علامہ ابن عبد الہادیؒ فرماتے ہیں :-

”کہ یہ حدیث صحیح ہے اس لئے کہ اس کے سب راوی صدق و امانت اور ثقاہت و عدالت میں مشہور ہیں اور اسی لئے حفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے۔ مثلاً امام ابن حبانؒ۔ حافظ عبد الغنی المقدسیؒ اور ابن دحیہؒ وغیرہ اور کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اس حدیث پر حجت اور دلیل کے کلام کیا ہو۔“ (الصارم المنکى ص ۸۳ طبع مصر)

⑧ علامہ عینیؒ شارح بخاری، علامہ انور شاہ کشمیریؒ شارح بخاری، علامہ

عبد الغنی النابلسی، علامہ منذریؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

⑨ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں :-

”وهو حقی فی قبۃ الشریف ولحوم الانبیاء علیہم السلام حرام علی الارض كما ورد به الاثر“ (فتح الملہم شرح مسلم ص ۲۹۸ ج ۲)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسم زمین پر حرام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

⑩ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں :-

”اصول حدیث کے رو سے یہ روایت بھی بالکل صحیح ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں“ (تسکین الصدور ص ۲۲)

امام ابن ماجہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن سواد المصریؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن وہبؒ نے بیان کیا وہ عمرو بن الحارثؒ سے اور وہ سعید بن ابی ہلالؒ اور وہ زید بن ایمنؒ سے اور وہ عبادہ بن نسیؒ سے اور وہ حضرت ابوالدرداءؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :-

”اکثر والصلوة علی یوم الجمعة فانه مشهود وشهادة

الملئكة وان احدا لن يصلي على الا عرضت على صلواته
حتى يفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال وبعد الموت
ان الله حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء فنبى الله
حتى يورق (ابن ماجه ص ۱۱۹)

ترجمہ :- جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کر و کیونکہ وہ دن
حاضری کا ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ پر کوئی درود نہیں
پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس سے فارغ ہو
میں نے کہا وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا؟ فرمایا کہ ہاں وفات
کے بعد بھی پیش کیا جائے گا بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے
کہ وہ انبیاء کے اجسام طیبہ کو کھائے سو اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے
اس کو رزق ملتا ہے۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

① حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :-

”رجالہ ثقات“ (تہذیب التہذیب ص ۳۹۸/۳۷۰)
کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

② حافظ منذریؒ فرماتے ہیں :-

”اسنادہ جید“ (ترجمان السنہ ص ۲۹۷/۳۷۰)
کہ اس کی اسناد جید ہیں۔

③ علامہ عزیزی (الراج المنیر ص ۲۹ ج ۱) میں، علامہ مناوی (فیض التقدر ص ۲۲) میں اور علامہ زر قانی (شرح مواہب ص ۳۳۶ ج ۵۰) میں فرماتے ہیں :-

”رجالہ ثقات“
کہ اس کے جمیع راوی ثقہ ہیں۔

④ علامہ سمہودی (غلامہ الوفاء ص ۳۵) میں، ملا علی قاری (مرقات ص ۲۵) میں، قاضی شوکانی (ذیل الاوطار ص ۲۶۲ ج ۳۰) میں اور مولانا شمس الحق عظیم آبادی (عون المعبود ص ۱۵ ج ۱) میں فرماتے ہیں :-

”رواہ ابن ماجہ بامناہجید ولہ طرق کثیرہ“
کہ اس کو ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کے طرق بہت زیادہ ہیں۔

⑤ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں :-

”کہ اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند جید اور کھری ہے اور محدثین کرام کا جم غفیر جید کہہ کر اس کی تصحیح کرتا ہے“
(تسکین الصدور ص ۳)

امام نسائی فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد الوہاب بن عبد الحکیم الوراق نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے معاذ بن معاذ نے بیان کیا وہ سفیان بن سعید (ثوری) سے اور وہ عبد اللہ بن سائب سے اور وہ زاذان سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

”اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيّٰحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْلِغُوْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ

السلامہ“ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۰، مسند احمد ص ۴۳۱، دارمی ص ۳۷۳، موارد

الظمان ص ۵۹۳، نسائی ص ۱۸۹ ج ۱)

ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

① علامہ سمہودیؒ اور علامہ ابن عبد الہادیؒ فرماتے ہیں کہ :-
”امام نسائیؒ اور اسماعیل القاضیؒ نے یہ روایت مختلف طرق سے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کی ہے“ (وفاء الوفاء ص ۲۵۰، الصائم المنکى ص ۱۶۸)

② علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں :-

”حدیث صحیح“ (السرّاج المنیر ص ۱۵۰)

کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

③ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں :-

”رواہ البزار و رجالہ رجال الصّحیح“ (مجمع الزوائد ص ۹۷۰)

کہ محدث بزارؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کے جملہ راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں اور یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی مروی ہے چنانچہ

امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔

④ امام سخاویؒ فرماتے ہیں :-

”کہ امام احمدؒ، امام نسائیؒ، دارمیؒ، ابو نعیمؒ، بیہقیؒ، ابن حبانؒ اور حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (القول البدیع ص ۱۱۵)

⑤ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :-

”امام احمدؒ اور نسائیؒ کی روایت میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر سیر کرتے ہیں اور مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں اور یہ مضمون متواتر طور پر ثابت ہے“ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۹ ج ۲)

⑥ امام سخاویؒ امام دارقطنیؒ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں :-

”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله مذكته
يسعون في الارض يبلغونني صلوة من صلى علي من امتي“
اخرجه الدارقطني“ (القول البدیع ص ۱۱۵، شفاء السقام ص ۳۳)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں میری اُمت میں سے جو شخص مجھ پر صلوة پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچاتے ہیں۔

⑦ علامہ شہاب الدین محمد بن احمد البیہقی المتوفی ۸۵۵ھ یہ روایت

اس طرح نقل فرماتے ہیں:-

”ان الله ملأته سياحين في الارض يبلغون في الصلوة على من امتي فاستغفر لهم- (المستطرف في كل من مستطرف ص ۲۱۴ طبع مم)

⑧ علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح آپؐ پر سلام پیش کیا جاتا ہے اسی طرح صلوٰۃ اور درود بھی پیش کیا جاتا ہے۔ (السراۃ النیرۃ ص ۱۸ ج ۱)

⑨ محدث شہیر ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں:-

”اذا سلموا على قليلا وكثيرا وهذا مخصوص بمن بعد عن حضرة من قدوة المنورة ومضجعه المطهر وفيه اشارة الى حياته الدائمة وفرجه ببلوغ سلام امته الكملة وايماء الى قبول السلام حيث قبلته الملكة وحملت الىه عليه السلام وسيأتي انه من دال السلام على من سلم عليه“ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۳۱ ج ۲)

یعنی مجھ پر میری امت کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔ جب وہ مجھ پر سلام کہتے ہیں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ (سلام کا پہنچنا) اس شخص کے لئے مخصوص ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور اور مضجع مطہر سے دور ہو۔ (کیونکہ قبر اقدس پر حاضر ہونے والوں کا سلام آپؐ بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ کثیرہ میں وارد ہوا ہے) اور اس میں آپؐ کی حیات دائمی اور بلوغ سلام پر فرحت اور اس سلام کے جواب مرحمت فرمانے پر اشارہ ہے۔

⑩ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں :-

”اس حدیث سے یہ تفصیل معلوم ہو گئی کہ فرشتوں کے ذریعہ آپ

کو صرف وہی درود و سلام پہنچتا ہے جو کوئی دور سے بھیجے لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچا دے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں تو آپ اس کو بنفس نفیس سنتے ہیں اور ہر ایک کو جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔ (معارف الحدیث ص ۵۷)

حافظ ابوالشیخ اصبہانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمن

حدیث نمبر ۶ بن احمد الاعرجؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے الحسین

بن صباحؒ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو معاویہؒ نے بیان کیا وہ

فرماتے ہیں کہ ہم سے اعمشؒ نے بیان کیا وہ ابو صالحؒ سے اور وہ حضرت

ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا :-

”من صلی علی عند قبوی سمعته ومن صلی علی من بعید

اعلمته“ (جمار الاقہام لحافظ ابن قیمؒ ص ۲۵، القول البدیع للسخاویؒ مللاً، حیات الانبیاء

للبیہقیؒ ص ۱۲ ج ۴)

ترجمہ :- جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں اسے خود سنا

ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود شریف پڑھا تو وہ مجھے (فرشتوں کے

ذریعہ) بتلایا جانتا ہے۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

① حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :-

”اخرج ابوالشیخ فی کتاب الثواب بسند جید“ (فتح الباری شرح بخاریؒ ج ۱ ص ۱۷۷)

کہ ابوالشیخ اصبہانیؒ عمدہ سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:-

② حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:-

وعرواہ ابوالشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند

جید“ (مرقات ص ۲۵)

یعنی ابوالشیخ اصبہانیؒ اور ابن حبانؒ دونوں نے اس حدیث کو سند جید

سے نقل فرمایا ہے۔

③ امام سخاویؒ نے (القول البدیع ص ۱۱۱) پر، ثواب صدیق حسنؒ خال نے (دلیل

الطالب ص ۸۳۳) پر اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے (فتح الملہم شرح مسلم ص ۳۲ ۱۵) پر

رقم فرمایا ہے کہ

”سندہ جید“

کہ اس حدیث کی سند کھری وجید ہے۔

④ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ فرماتے ہیں:-

”اس حدیث کی جو سند سدی صغیر پر مشتمل ہے اس کو بوجہ راوی مذکور

کے کمزور کہا جائے گا اور جس سند میں یہ راوی نہیں ہے وہ کمزور نہیں ہے

اور حدیث ہذا کی دوسری سند بھی ہے جس کے صحیح ہونے کی تصریح کرتے ہیں“

چنانچہ ملا علی قاری الحنفیؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:-

”قال میرك“ نقلا عن الشيخ ورواه ابوالشیخ وابن حبان فی کتاب

ثواب الاعمال بسند جید“ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۳۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

⑤ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں :-
 ”ان اکابر محدثین کے (جن میں حافظ ابن حجر خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جن کی تقریب اور تہذیب پر آج رواد کی توثیق و تضعیف کا مدار ہے) بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت جید اور صحیح ہے“
 (تسکین الصدور ص ۲۲)

حدیث نمبر ۷ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عوف نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مقرر نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حیوۃ نے بیان کیا وہ ابو صخر حمید بن زیاد سے اور وہ یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

”ما من احد یسلم علی الار د اللہ علی روحی حتیٰ ارد علیہ السلام“ (ابوداؤد ص ۲۴۹ واللفظ لہ، منذ ص ۵۲ ص ۲۵)
 ترجمہ :- کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

① حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :-
 ”رواہ ثقات“ (فتح الباری ص ۲۴۹)
 کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

② علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں :-
 ”روی البوداؤد بسند صحیح“ (وفار الوفار ص ۲۵)
 کہ امام البوداؤدؒ نے صحیح سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

③ امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ :-
 ”امام احمدؒ اور امام البوداؤدؒ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے“
 (شفاء السقام ص ۱۰۵)

④ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں :-
 ”صحیحہ النووی فی الاذکار“ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۷)
 کہ امام نوویؒ (شارح مسلم) اس حدیث کی اپنی کتاب الاذکار میں
 تصحیح فرماتے ہیں۔

⑤ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :-
 ”وافق الائمة علی انه یسلم عند زیارتہ وعلی صاحبہ
 لما فی السنن عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 انه قال ما من رجل یسلم علی الار د اللہ علی روحی حتی
 ارد علیہ السلام وهو حدیث جید“ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۳۷)
 حضرات ائمہ کرامؒ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی زیارت کے وقت سلام کہنا

چاہیے کیونکہ سنن (ابوداؤد) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر کوئی شخص بھی سلام نہیں کہتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح (توجہ) لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

④ علامہ زرقانیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں :-
”باسناد صحیح“ (زرقانی شرح المواہب ص ۳۰۸ ج ۸)

⑤ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ (شارح بخاری) اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (شارح مسلم) فرماتے ہیں کہ :-

”رواہ ثقات“ (عقیدۃ الاسلام ص ۵۲، فتح الملہم ص ۳۳ ج ۱۲)

توضیحات

⑧ حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتویؒ فرماتے ہیں :-
”اس صورت میں حاصل معنی حدیث شریف کے یہ ہوں گے کہ جب کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے تو خداوند کریم آپ کی روح پر فتوح کو اس حالت استغراق فی ذات اللہ تعالیٰ و تجلیات اللہ سے جو بوجہ محبوبیت و محبتیت تاۓ آپ کو حاصل رہتی ہے۔ اپنے ہوش عطا فرما دیتا ہے۔

یعنی مبداء انکشاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو انبساط الی اللہ حاصل تھا مبدل بانقباض ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے ارتداد علی النفس حاصل

ہوتا ہے اور اپنی ذات و صفات اور کیفیات اور واقعات متعلقہ ذات و صفات سے اطلاع حاصل ہو جاتی ہے سو چونکہ سلام امتیان بھی منجملہ متعلقہ ذات خود ہیں اس لئے اس سے مطلع ہو کر بوجہ حسن اخلاق ذاتی جواب سے مشرف فرماتے ہیں“ (آب حیات مشکا)

② شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں:-
 ”یہ روایت تو دوام حیات پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپؐ پر اندرون نماز اور بیرون نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو اس لئے دوام حیات لازم آئے گا۔“
 نیز فرماتے ہیں:-

”کہ اگر لفظ الاراد اللہ علی روحی کی بجائے الی روحی فرمایا گیا ہوتا تو شبہ وارد ہو سکتا تھا۔ الی اور علی میں فرق ہے علی استعلاء کے لئے ہے۔ اور الی نہایت غایت کے لئے ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ و سلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا۔ نہ یہ کہ وہ جسم اطہر سے بالکل خارج ہو گیا تھا۔ پھر اس کو جسم مقدس کی طرف لوٹایا گیا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدارج قرب و معرفت میں ہر وقت ترقی پذیر ہیں۔ اس لئے توجہ الی اللہ کا انہماک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کسی درجہ ہلکا کر دیتا ہے۔ چنانچہ اہل استغراق کی حالتیں روزاً مشاہدہ ہوتی ہیں۔ مگر جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنایا گیا ہے۔ اس لئے بارگاہِ الوہیت سے درود بھیجنے والے

پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطا کی گئی ہے کہ نورِ سرور کائنات کو اس استغراق سے ذرا بھر کم کر کے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کر دیا ہے اور آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کے لئے دعا فرماتے ہیں: ” (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۳۳ ج ۱ مطبوعہ اعظم گڑھ)

(۳) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم العالیہ اس حدیث کی شرح میں رقم فرماتے ہیں :-

” علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مُسلم حقیقت ہے اگرچہ اس حیات کی نوعیت کے بارے میں علماء امت کی رائیں مختلف ہیں لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مُسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کہ آپ کا جسد اطہر رُوح سے خالی رہتا ہے۔ اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں رُوح ڈال دیتا ہے۔ اس بنا پر اکثر شارحین نے دد رُوح کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ کی رُوح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی و جلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہیں۔ اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے پھر جب کوئی اُمتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہِ راست آپ تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کی رُوح اس طرف

سے متوجہ ہوتی ہے اور آپ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پس اس روحانی توجہ والتفات کو ردّ روح سے تعبیر فرمایا گیا ہے“ (معارف الحدیث ص ۵۷۳)

④ حافظ ابن اللقنؒ فرماتے ہیں :-

”المراد بر د الروح النطق لانه صلى الله عليه وسلم
حي في قبره وروحه لا تفارقه لما صح ان الانبياء عليهم
السلام احياء في قبورهم“ (تحفة الذاكرين للشوكاني ص ۲۸)
ردّ روح سے مراد نطق ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی روح مبارک آپ سے جدا نہیں ہوتی
کیونکہ صحیح روایت میں آتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں
میں زندہ ہیں۔

⑤ علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں :-

”الارد الله على روحى اى رد على نطقى لانه صلى الله
عليه وسلم حى دائما وروحه لا تفارقه لان الانبياء عليهم
السلام احياء في قبورهم“ (الراج المنير ص ۳۷)
ردّ روح سے مراد نطق ہے کیونکہ آپ دوامی طور پر زندہ ہیں آپ کی
روح مبارک آپ سے الگ نہیں ہوتی کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام
اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

⑥ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں:-

”کہ بیعتی“ کی ایک روایت میں اکابر و قدردان اللہ علی روحی ۴ چنانچہ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اس لئے معنی یہ ہو گا کہ جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر سلام کا جواب دیتا ہوں اس لئے کہ رُوح تو میری طرف واپس ہو چکا ہے“

(بحوالہ القول النقی فی حیات النبیؐ ص ۱۱۱ مؤلفہ مقرر قرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ۴ پہلی شجاع آبادی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت

حدیث نمبر ۸ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

”لیهبطن عیسیٰ ابن مریم حکما واماہا مقطعا و لیکن فجأ حاجا او معقرا و لیأتین قبری حتی یسلم علی ولا رذن علیہ“ (الجامع الصغیر ص ۱۳۴، مسند احمد ص ۲۹ ج ۲، مستدرک ص ۵۹۵ ج ۲)

ترجمہ:- البتہ ضرور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام نازل ہوں گے منصف اور امام عادل ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستہ پر سچ یا عمرہ کے لئے چلیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے حتیٰ کہ وہ مجھے سلام کہیں گے اور بلا شک میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

ایک اور روایت میں ہے:-

ثولین قام علی قبری فقال یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

لا جیبہ - رواہ ابو یعلیٰ و رجالہ رجال الصغیر -

(مجمع الزوائد ص ۲۱۱ ج ۲)

پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر فرمائیں گے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا اس کو امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔

اور امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں اس کو صحیح کہتے ہیں غرضیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور پھر نزول تو اثر اور قطعیت سے ثابت ہے جو اس کا انکار یا تاویل کرے وہ کافر ہے۔ اس صحیح روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر اقدس میں با حیات ہونا اور صلوٰۃ و سلام کا سماع فرمانا متحقق ہے۔ اور آپؐ کا جواب دینا بھی ثابت ہے اور اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

عجیب نکتہ

استاذ محترم مناظر اعظم حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اکاڑوی مدظلہم العالیہ نے نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے فرما کر نبوی سے ایک عجیب نکتہ مستنبط فرمایا۔

وہ یہ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد یہود کو قتل فرمائیں گے (جس سے مذہب یہودیت کا خاتمہ ہوگا) صلیب (نشان عیسائیت) کو توڑیں گے (جس سے مذہب عیسائیت کا ابطال ہوگا) اور جب حقیقی مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مرزائیت کے مسیح موعود کا کذب نمایاں ہو جائے گا) اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر تشریف لے جائیں گے اور سلام کہیں گے اور آپؐ

جواب عنایت فرمائیں گے اس سے منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسوائی و ذلت اور تکذیب و تنکیر ہوگی۔

چنانچہ مذہب یہودیت، عیسائیت، مرزائیت کے لئے پروردگار صرف ایک پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مکلف فرماویں گے لیکن منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابطال کے لئے پروردگار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکلف فرماویں گے جو کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سلام فرمانے اور آپ کے بنفس نفیس قبر اقدس سے سماع سلام کے بعد جواب مرحمت فرمانے سے ہوگا۔

ابن المبارک نے حضرت سعید ابن المسیب سے روایت **حدیث نمبر ۹** کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہوں۔

(کذا فی المواہب - بحوالہ القول النقی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جمع **حدیث نمبر ۱۰** انبیاء و رسل علیہم السلام کو دو رکعت نماز پڑھائی اور آپ نے ہارون علیہ السلام پر سلام کیا اور انہوں نے آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے دعا فرمائی اور آپ نے حضرت ادریس علیہ السلام پر سلام کہا اور انہوں نے آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے رحمت کی دعا کی۔ (الدرة الفاخرة للقرطبي ص ۱)

عن السائب بن یزید قال کنت قائما فی المسجد **حدیث نمبر ۱۱** فخصبني رجل فنظرت اليه فاذا عمر بن الخطاب فقال اذهب فاتني لهذين فجئت بهما فقال

ممن انما قال من اهل الطائف قال لو كنتما من اهل
البلد لا وجعتكما تر فغان اصواتكما في مسجد رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری ص ۶۷۱)

ترجمہ :- حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ
کسی شخص نے مجھے کنگری ماری کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمرؓ ہیں
آپؓ نے فرمایا جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں
انہیں آپؓ کے پاس لے آیا آپؓ نے اُن سے پوچھا ”تم کن لوگوں میں
سے ہو؟“ انہوں نے کہا ہم اہل طائف میں سے ہیں۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے
فرمایا:

”اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس لئے کہ
تم نے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں (جس کے سامنے آپؐ کا
روضہ منورہ ہے) اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔“

آواز بلند کرنے پر مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے نکیر
کرنا اس لئے تھا کہ وہاں آپؐ کا روضہ اطہر ہے جس طرح آپؐ کی اس دنیوی
زندگی میں آپؐ کے پاس آواز بلند کرنا جرم تھا اسی طرح آپؐ کے روضہ
منورہ کے پاس آواز بلند کرنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ آپؐ وہاں
تشریف فرما ہیں اور جسد عنبرؐ سے زندہ ہیں۔ حدود مسجد کی آواز کو
بلا کسی توسط :- خود ساعت فرماتے ہیں چنانچہ سلف و خلف میں سے
کسی نے اس اصل منشا کا انکار نہیں فرمایا۔

علاوہ ازیں یہاں ایجماع (یعنی سزا دینے کا ذکر ہے) اخراج
(یعنی نکال دینے) کا نہیں ہے۔ اگر سیدنا عمر فاروقؓ کے اعتقاد میں حضورؐ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ نہ ہوتے اور قریب کی آوازوں کو خود سماعت نہ فرما رہے ہوتے تو حضرت فاروق اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دبی آواز سے بات کرنے کے حکم قرآنی کو اس انداز میں کبھی بیان نہ فرماتے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی مہم سے فارغ ہو کر واپس مدینہ شریف آتے تو سب سے پہلا کام جو آپ کرتے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام عرض کرنا ہوتا تھا اور اسی کی آپ دوسروں کو تلقین فرماتے تھے۔

”اول کارے کہ عمر ابتداء کہ دسلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود“

(جذب القلوب ص ۲)

علاوہ ازیں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شام چلے جانے کا مشورہ دیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”میں اسے جائز نہیں سمجھتا کہ اپنے دارالہجرت کو چھوڑ جاؤں اور (یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو چھوڑ دوں۔“ (جذب القلوب ص ۱۸۸)

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں:

من زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جذب القلوب ص ۱۸۸)

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس حاضر ہو وہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی میں ہوتا ہے۔

روى عن عائشة ؓ انها كانت تسمع صوت **حدیث نمبر ۱۲** الوتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض

الدور المطبوعة بمجسد رسول الله ﷺ عليه وسلم فترسل اليهم لا تؤذوا رسول الله ﷺ عليه وسلم۔

قالوا وما عمل على بن ابی طالب بمصر اعی داره الا بالملأ صق توقیا لذلك۔ (شفار السقام ص ۱۳ طبع مصر)

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق روایت ہے کہ جب کبھی اُن گھروں میں جو مسجد نبوی سے متصل تھے کسی میخ لگانے یا کیل لگانے کی آواز سُنتی تھیں تو یہ حکم بھیجتی تھیں کہ (خبردار) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس آواز سے) اذیت نہ دو۔

اور حضرت علیؑ نے اسی سے بچنے کے لئے اپنے گھر کے کواڑ باہر جا کر بنوائے تھے (تاکہ ان کے بننے کا شور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دے)۔ ان تمام روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے روضہ اطہر میں باحیات یقین کرتے تھے۔

عن عائشة ؓ قالت كنت ادخل بيتي الذي **حدیث نمبر ۱۳** فيه رسول الله ﷺ عليه وسلم واني واضع

ثوبی واقول انما هو زوجی والی فلما دفن عمرؓ معهم فوالله ما دخلت الا وانا مشدودة على ثیابی حیاء من عمرؓ۔

ترجمہ :- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، چادر کھلے داخل ہو جایا کرتی تھی، مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ میرے خاوند اور میرے والد ہی تو یہاں ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں وہاں پردے ہی سے جاتی تھی اور یہ حضرت عمرؓ سے حیا کے باعث تھا۔

نوٹ :- ”رجال اسناد احمد رجال صحیح“

(تنقیح الرواة ص ۳۲۲ ج ۱ مطبع انصاری)

کہ امام احمد کی سند کے جمیع راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔
غور فرمائیے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں نہیں فرما رہی ہیں کہ میں اس حجرے میں داخل ہوتی تھی، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (معاذ اللہ) بدن میت مدفون تھا۔ بلکہ یوں فرما رہی ہیں کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس تعامل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حیات اقدس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

حدیث نمبر ۱۲

لا تخيروني علي موسىؑ فان الناس يصعقون فاكون اقل
من يفيق فاذا موسىؑ باطش بجانب العرش فلا ادري اكان

فيمن صعد فافاق قبلى او كان ممن استثنى الله عن وجل۔

(صحیح بخاری ص ۳۸۳ ج ۱ طبع دہلی)

مجھے موسیٰؑ پر ترجیح نہ دو کیونکہ (جب پہلا صور بھونکا جائے گا تو) سارے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پس میں پہلا ہوں گا کہ جسے بے ہوشی سے افاقہ ہوگا۔ پس موسیٰؑ علیہ السلام عرش کی ایک جانب سے متعلق ہوں گے پس میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہوا یا اللہ نے انہیں بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا۔

توضیحات

علامہ تاج الدین صبکیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور امام بیہقیؒ

نے اس حدیث کے تحت یہ رقم فرمایا ہے :-

”کہ اس حدیث سے انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ بے ہوش وہ ہوگا جو اس سے پہلے ہوش میں ہوگا۔ اور ہوش کا ہونا زندہ کے لئے ہی ہو سکتا ہے مردہ کے لئے تو ہوش کا ہونا بھی ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر بے ہوشی کا طاری ہونا اس سے قبل صاحب ہوش ہونے پر دلالت کرتا ہے اور صاحب ہوش ہونا زندگی پر دلالت کرتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ

علیہ وسلم قال ما بین بیتی ومنبری مروضۃ **حدیث نمبر ۱۵**

من ریاض الجنة ومنبری علی حوضی۔

(صحیح بخاری ص ۲۵۳ ج ۱ طبع دہلی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کا مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے۔

اسی حدیث کی ایک اور روایت بیہقی کی بجائے قبلی کا لفظ بھی آتا ہے یعنی قبر اقدس اور منبر اطہر کے مابین کا قطعہ ریاض الجنة ہے۔

توضیح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس کے مطابق حجرہ اقدس جس میں آپ موجود ہیں وہ جنت کا باغ ہے اور جنت میں حیات کا ہونا مستلزم ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے آپ کا قبر اقدس میں با حیات ہونا بصراحت ثابت ہوتا ہے۔ فافہم۔
علاوہ ازیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اور ود فی الجنة بھی ثابت ہوا۔

نوٹ :- ذریتِ مائیت کے جمیع چیلے اس توضیح پر فوراً یہ جواب دیتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قبر مبارک اس شرف سے خالی ہے۔ اور ریاض الجنة کے بقعہ مبارک میں داخل نہیں ہے۔ تاکہ آپ کی حیات مبارکہ کا اثبات نہ ہو (تفہیم) ایسے عقیدہ پر) اور ذریتِ رافضیت حجرہ اقدس کو ریاض الجنة سے اس لئے خارج کرنے کی غلیظ کوشش کرتے ہیں

تاکہ نہ حیات نبوی ثابت ہو اور نہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا درود جنت ثابت ہو۔
ان رافضی و مہماتی چیلوں سے گزارش ہے کہ وہ ذات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نبوت کی شان اقدس میں ایسی ردیلا نہ زبان کو بند رکھیں۔

عن عمار بن یاسرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وکل بقبری ملکاً

حدیث نمبر ۱۶

اعطاه اسماع الخلاق فلا یصلی علی احد الی یوم القیمة الا ابغنی باسمه واسم ابیہ هذا فلا ابن فلا قد

صلی علیک۔ (رواہ البزار کذا فی الترغیب و ذکر تخریجہ السخاوی فی القول البدیع)

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کہ درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپؐ پر درود بھیجا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

حدیث نمبر ۱۷

مروی ہے کہ جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی سوا حاجتیں پوری فرماتے ہیں اور اس پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیتے ہیں جو اس کو میری قبر میں مجھ تک اس

طرح پہنچاتا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا بھیجے جاتے ہیں۔

(فضائل درود شریف ص ۲ از شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا)

چنانچہ شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ سید الکونین فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا تو پوچھنا ہی کیا اس لئے جتنے بھی فرشتے پہنچائیں بر محل

۔۴

۱۸ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ (تابعی) مستقل قاصد

کرتے تھے تاکہ قبر اطہر پر ان کی طرف سے سلام پہنچاے۔

(شفاء السقام ص ۴۱)

۶۳ھ میں جب مدینہ منورہ پر چڑھائی ہوئی تو **۱۹ واقعہ حرہ**

شامی فوج کے خوف سے سب اہل مدینہ اپنے اپنے گھروں میں جا گزیں ہو گئے۔ مسجد نبویؐ میں کوئی مسلمان نماز کے لئے نہیں آتا تھا صرف سید التابعین حضرت سعید بن المسیبؓ مسجد میں رہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا۔

اسمع اذاناً من قبل القبر الشریف۔

میں قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا، پھر اقامت ہوتی تو میں بڑھ کر نماز پڑھتا اور (ان دنوں) میرے سوا مسجد نبویؐ میں کوئی بھی

نہ ہوتا تھا۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۳۲ ج ۵)

● امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:-

”ان کثیراً من الاعمال ثبت فی القبور کا اذان و

الاقامة۔ عند الدارمی وقرآن القرآن عند الترمذی

(فیض الباری شرح بخاری ص ۱۸۳ ج ۱)

بے شک قبور میں بہت سے اعمال ثابت ہیں جیسا کہ دارمی شریف کی روایت میں اذان و اقامت (کا ثبوت ملتا ہے) اور قرآن کریم کے پڑھنے کا ترمذی شریف میں۔

● امام شعرائی المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں:-

”قد صححت الاحادیث انه صلی اللہ علیہ وحی فی قبرہ

یصلی باذان و اقامة“ (مخ المئۃ ۹۲ طبع مصر)

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔
● علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں:-

”وقصة سعيد بن المسيب في سماعه الاذان والاقامة من القبر الشريف اياما للحرّة مشهوراً“ (وقار الوفاء ص ۲۸۸ طبع مصر)
ایام حرّہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے سعید بن المسيّب کے اذان و اقامت سننے کا قصہ مشہور ہے۔

● علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:-

ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم وحی کما تقرروا انه یصلی فی قبرہ باذان و اقامة الخ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص ۲۱۹ ج ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسا کہ یہ اپنی جگہ ثابت ہے اور آپ اپنی قبر شریف میں اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

[۲۰] امام دارالہجرتہ حضرت امام مالک المتوفی ۱۷۹ھ اپنی کتاب "موطا"

میں جو کہ کتب حدیث کے طبقہ اولیٰ میں شمار ہوتی ہے یہ واقعہ نقل فرماتے

ہیں۔

"مکہ قبیلہ بنو سلمہ کے دو بزرگ انصاری حضرت عمرو جموحؓ اور حضرت

عبداللہ بن عمروؓ کو غزوہ احد میں شہادت کے بعد ایک ہی قبر میں دفن

کر دیا گیا کچھ عرصہ بعد پہاڑی نالہ نے اپنا رخ ان کی قبر کی طرف موڑ دیا

اور ان کی قبر کا ایک حصہ بہہ گیا یا مجبوری ان کی قبر کو کھودا گیا تاکہ ان

کو وہاں سے منتقل کر دیا جائے جب قبر کھودی گئی تو بالکل صحیح و سالم

تھے کانہما ماتا بالامس وکان احدهما قد جرح فوضع یدہ

علی جرحہ فدفن وهو کذلک فامیطت یدہ عن جرحہ

ثم اسلت فرجعت کما کانت پس ان دونوں کو اس طرح پایا

گیا گویا کہ وہ ابھی کل ہی فوت ہوئے ہیں دونوں میں سے ایک کو

ایسا زخم لگا تھا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا تھا۔ اور اسی

طرح ان کو دفن کر دیا گیا تھا پس قبر سے نکالنے کے بعد جب ان کا ہاتھ

اس زخم سے ہٹایا گیا اور پھر چھوڑ دیا گیا۔ تو وہ ہاتھ بدستور زخم پر

جاٹکا، غزوہ احد اور ان کی قبر کھودنے کے درمیان چھیا بیس سال

کا عرصہ گذرا تھا۔ (موطا امام مالک ص ۱۷۷)

برادرانِ اسلام

آپ نے قبل ازیں رقم کردہ آیات اور ان کی تشریحات اور احادیث نبویہ اور ان کی تحقیقات و تصحیحات اور تشریحات کو بنظر غائر دیکھا۔ کیا ان جمیع محدثین و مشراح حدیث جنہوں نے احادیث نبویہ کی صحت و عدم صحت کے لئے وہ بے مثال معیار قائم کئے کہ ان حضرات کا یہ عمل تا قیام قیامت امت اسلام پر بطور احسان عظیم و بارگرا نمایا رہے گا) کو معاذ اللہ مشرک گردانوں گے کہ انہوں نے یہ ساری احادیث اور ان کی تشریحات شرک کے پھیلانے کے لئے مرتب فرمائیں؟ یا ان خارجی و مہماتی گولیوں کی احمقانہ تاویلات سے اجتناب و عدم تعلق قائم کر کے اپنے ایمان اور اعمال کو محبت نبوت و اعتماد علی السلف سے مزین کر دو گے۔

فیصلہ خود کر لو

نوٹ :- اگر یہ جمیع احادیث اور ان کی تشریحات غلط اور موضوع ہیں تو ذریتِ مائیت کا کوئی ایک چیدہ صرف ایک صحیح تو درکنار ضعیف حدیث اور اس کی ضعیف تشریح اپنے فاسد عقیدہ کے اثبات میں صراحتاً پیش کر دے۔

دیدہ باید

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں علماء اسلام کا نظریہ

برادرانِ اسلام! قبل ازیں آیات قرآنیہ اور حضرات مفسرین کی توضیحات نیز احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور حضرات محدثین و شراح حدیث کی تشریحات بالا اختصار رقم کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ اس باب میں جمہور سلف صالحین کی تحقیقات و اعتقادات کو بالاجاز بیان کیا جاتا ہے۔

[۱] امام دارالہجرتہ امام مالک سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ

”میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی“

امام مالک کے مقلدین میں سے ابن رشد اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت قبر کا لفظ عام موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ (پھر فرماتے ہیں)

”وہو صلے اللہ علیہ وسلم احياء اللہ تعالیٰ بعد موتہ
حیاء تامہ واستمرت تلک الحیوة وہی مستمرة فی المستقبل
ولیس هذا خاصة به صلے اللہ علیہ وسلم بل یشارکہ الانبیاء

عليهم السلام فهو حي بالحياة الكاملة مع الاستغناء
عن الغذاء المحسّى الدنيوي“

(نور الايمان بزيارۃ آثار حبیب الرحمن ص ۱۳۷ از مولانا عبد الحلیم فرنگی محل؛
دفاع الوفاء ص ۱۳۳ ج ۲ طبع مصر)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے
زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی یہ صرف آپ کا خاصہ
نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اس وصف میں آپ کے ساتھ شریک
ہیں پس آپ غذائے حسن دنیوی سے استغناء کے باوجود حیات کاملہ
سے زندہ ہیں۔

[۲] امام شبکیؒ المتوفی ۷۷۰ھ فرماتے ہیں:-

عندنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حي يحسن ويعلم
ويعرض عليه اعمال الامّة ويبلي الصلوة والسلام“
(طبقات شافعية ص ۲۸۷ ج ۶)

کہ ہم شافعیہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں
اور آپ میں احساس و شعور موجود ہے۔ آپ پر اُمت کے اعمال بھی
پیش کئے جاتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام بھی آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

[۳] علامہ جلال الدین سیوطیؒ (شافعی) المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:-

حياة النبي صلى الله عليه وسلم في قبره هو و سائر
الانبياء عليهم السلام معلومة عندنا علما قطعيا لما

قام عندنا من الادلة في ذلك و تواترت به الاخبار
 الدالة على ذلك (انباء الانبياء ص ۲ ، فتوى امام سيوطي ص ۱۳ ج ۲)
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح
 دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور
 پر ثابت ہے کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر
 کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

[۴] شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی (شافعی) المتوفی ۸۵۲ھ
 فرماتے ہیں :-

”ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبھا
 موت بل یستقر حیا والانبیاء احياء فی قبورهم“
 (فتح الباری شرح بخاری ص ۲۲ ج ۲ ، طبع مصر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے
 جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ
 حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

[۵] قال ابن عقيل من المنايا هو صلي الله عليه وسلم
 حي في قبره يصلي (الروضة البهيّة ص ۱۳)

حنابلہ کے مشہور بزرگ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضور انور
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے
 ہیں۔

[۶] علامہ ابن تیمیہ (حنبلئ) المتوفی ۷۲۸ھ فرماتے ہیں :-
 ”ان الله تعالى حرم على الارض ان تاكل لحوم الانبياء
 عليهم السلام فاخير انه يسمع الصلوة والسلام
 من القريب وانه يبلغ ذلك من البعيد“
 (مناسک الحج ص ۸۳ طبع دہلی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم
 السلام کا گوشت کھائے پس آپ نے خبر دی ہے کہ آپ قریب سے
 صلوٰۃ و سلام خود سُنتے ہیں۔ اور دُور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

[۷] حافظ ابن قیم (حنبلئ) المتوفی ۷۵۱ھ فرماتے ہیں :-
 ”قد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم ان الارض
 لا تأكل اجساد الانبياء عليهم السلام --- الى غير
 ذلك مما يحصل من جملة القطع بان موت الانبياء
 انما هو راجع الى ان غيبوا عنا بحيث لا ندر كهم وان كانوا
 موجودين احياء“ (کتاب الروح ص ۲۳)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ
 زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی ایسے دلائل سے
 یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی
 موت کا معنی یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب کر لئے گئے ہیں کہ
 ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے ورنہ وہ تو موجود اور زندہ ہیں۔

۸ علامہ داؤد بن سلیمان البخدادیؒ فرماتے ہیں :-

”والحاصل ان حياة الانبياء عليهم السلام ثابتة بالاجماع“ (المنحة الوهبة ص ۷)

حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔

۹ امام عبدالوہاب شعرانیؒ المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں :-

”وقد صحت الاحاديث انه صلى الله عليه وسلم حي في قبره يصلي باذان واقامة“ (منحة ص ۹۲ طبع مصر)

بلاشبہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

۱۰ حضرت ملا علی القاری الحنفیؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ رقم فرماتے ہیں :-

”المعتقد المعتقد انه صلى الله عليه وسلم حي في قبره كسائر الانبياء في قبورهم“ (شرح شفا ص ۱۳۲ ج ۲ طبع مصر)

قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں (زندہ) ہیں۔ مزید فرماتے ہیں :-

”ان الانبياء احياء في قبورهم فيمكن لهم سماع صلوة من صلى عليهم“ (مرقاۃ ص ۲۰۹ ج ۲)

بے شک انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے

ہیں یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں اس شخص کے درود و سلام کو جو ان پر پڑھتے ہیں۔

۱۱] محدث کبیر علامہ سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں :-
 نحن نؤمن ونصدق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق
 فی قبرہ ان جسدہ الشریف لا تأکلہ الارض والاجماع علی ہذا
 (القول البدیع ۱۲۵)
 ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں آپ کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپ کے جسد اطہر کو مٹی نہیں کھاتی اور اس عقیدہ پر اہل حق کا اجماع ہے۔

۱۲] شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں :-
 "من انکر الحیوة فی القبر وہم المعتزلة"
 (عینی علی البخاری ص ۶۷ ج ۷)

جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی حیات کا انکار کیا وہ معتزلہ ہیں۔
 مزید فرماتے ہیں :-

"انہم لا یموتون فی قبورہم بل ہم احياء"

(عینی شرح بخاری ص ۷ ج ۷)

یقیناً انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے

بلکہ وہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔

۱۱۳ علامہ شرنبلالیؒ الحنفی نور الایضاح میں فرماتے ہیں:-
 (یہ کتاب دارالعلوم دیوبند کے نصاب تعلیم میں داخل ہے)
 ”ولما هو مقرر عند المحققین انه صلی اللہ علیہ وسلم
 حی یرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غیر انه احجب عن
 ابصار القاصرین عن شریف المقامات“ (نور الایضاح ص ۱۱۴)
 محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم زندہ ہیں، آپ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپ لذت بھی
 اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ نگاہوں سے پردے میں ہیں
 جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔

۱۱۴ نیز مراقی الفلاح میں ہے:-
 ”یُنْبَغِي مَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
 يَكْثُرَ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُهَا وَ
 تَبْلُغُ إِلَيْهِ“ (مشق طبع مصر)
 جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے
 آئے اسے چاہیے کہ کثرت سے درود عرض کرے کیونکہ آپ اسے
 خود سماعت فرما رہے ہوتے ہیں اور (دور سے) آپ کو پہنچایا جاتا
 ہے۔

۱۵] طحاوی میں ہے :-

(فانه يسمعها) ای اذا كانت بالقرب منه صلى الله عليه وسلم (وتبلغ اليه) ای يبلغها الملك اذا كان المصلي بعيداً
(طحاوی ص ۲۰۵ طبع مصر)

آپ صلوٰۃ و سلام اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جا رہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جا رہا ہو۔

۱۶] محقق علی الاطلاق حافظ ابن ہمام الخفی المتوفی ۸۶۱ھ شارح ہدایۃ فرماتے ہیں :-

”ثم ينصرف متباً كما متحسراً على الفراق المحضرة النبوة والقرب منها۔۔۔۔۔ ثم يسئل النبي صلى الله عليه وسلم الشفاعة فيقول يا رسول الله استعلك الشفاعة يا رسول الله استعلك الشفاعة واتوصل بك الى الله“ (فتح القدير ص ۲۷ طبع مصر)
پھر روتا ہوا اور آپ کے قرب اقدس سے جدا ہونے کا غم ساتھ لیتے ہوئے واپس ہو۔۔۔۔۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کرے پس کہے اے اللہ تعالیٰ کے رسول میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں۔

۱۷] فتاویٰ عالمگیری میں (جس کو سلطان اور نگ زیب عالمگیر المتوفی

۱۸؎ اللہ کے حکم سے تقریباً پانچ سو علماء کرام کی مستند جماعت نے مرتب کیا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضری اور اپنے معروضات پیش کرنے کے بعد اس کی بھی تصریح کی ہے۔

”و یبلغہ سلام من اوصاءہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلاں ابن فلاں یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ و لجمیع المسلمین“ (عالمگیری ص ۲۸۲ ج ۱ طبع مصر)

جس شخص نے آپ کی خدمت میں سلام کہتے کی تاکید کی ہو آپ کو اس کا سلام بھی عرض کرے پس یوں کہے کہ یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بناتا ہے۔ سو آپ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت کریں۔

۱۸ علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں :-

” لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام احياء فی قبورہم“
(شامی باب المغنم و قیمة بعد قیمة الخمس ص ۳۶۶)

کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہوتے ہیں۔

۱۹ علامہ شہاب الدین احمد الخفافؒ المتوفی ۸۹۹ھ فرماتے ہیں :-

” لانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یمسح دعاء زائرہ “ (نیم الریاض ص ۲۹۸ ج ۲)

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنے زیارت کرنے والے کی دعا (صلوٰۃ و سلام) سنتے ہیں۔

۲۰۔ قاضی شوکانی یمنیؒ فرماتے ہیں:-

”و روحہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقارقہ لما صح ان الانبیاءؑ اچاء فی قبورہم“ (تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین للشوکانیؒ) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اپنے جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات انبیاء کریم علیہم السلام اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہوتے ہیں۔

۲۱۔ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ لکھتے ہیں:-

”والذی نعتقد ان رتبۃ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی قبرہ حیوۃ مستقرۃ ابلغ من حیۃ الشہداء المنصوص علیہا فی التنزیل اذا ہوا افضل منہم بلاریب وانہ صلے اللہ علیہ وسلم تسمع من یسلم علیہ“ (اتحاف النبلاء ص ۲۱۵ مطبوعہ کانپور)

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقا سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپ اپنی قبر شریف میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپ کی یہ حیات شہدا کی حیات سے جو قرآن میں منصوص ہے، بہت بالاتر ہے۔ کیونکہ آپ اُن سے بلاریب افضل ہیں اور آپ اپنے روضہ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کا سلام خود سنتے ہیں۔

۲۲ علامہ محقق محمد عابد السندھیؒ استاذ حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ فرماتے ہیں:-

”اما هم (ای الانبیاء) فحیاتهم لا شک فیہا ولا خلاف لاحد من العلماء فی ذالک فهو صلے اللہ علیہ وسلم حی علی الدوام“ (ربلہ مدینہ ملک)

انبیاء علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں ہے
کسی ایک کو اس میں اختلاف ہے پس آپ اب

۲۳ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:-
”حیات متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست“

(اشعة اللمعات ص ۶۱۳ ج ۱)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایک متفق علیہ اور اجتماعی مسئلہ ہے کسی کا (اہل حق میں سے) اس میں اختلاف نہیں۔ (سوائے معتزلی و خارجی اور رافضی گروہوں کے۔ ابن حبیب)

۲۴ نواب قطب الدین صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں:-

”زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں“

یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق ص ۳۳۵ ج ۱۵)

۲۵ حضرت مولانا میاں تذیر حسین صاحب دہلویؒ (اہلحدیث) فرماتے ہیں:-

”اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دُور سے پہنچایا جاتا ہوں۔“
(فتاویٰ تذیریہ ص ۵۵ ج ۲ ضمیمہ)

برادرانِ اسلام

آپ نے قرآن کریم کی آیات و احادیث نبویہ اور اہلسنت والجماعت کے شراح قرآن و سنت کے استدالات و نقد و جرح اور خلفاء راشدینؓ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعامل اور کبار تابعینؓ کے نظریات و حالات کو پڑھا نیز ائمہ فقہ و اجتہاد اور ان کے جبالِ علم تلامذہ و متبعینؓ کے عقائد کا مطالعہ کیا۔

جن میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روضۂ اقدس کی حیات مبارکہ و سماعِ صلوٰۃ و سلام کے عقیدہ صحیحہ کا بصراحت اعلان فرمایا۔

کیا یہ جمیع حضراتؓ (معاذ اللہ) مُشرک اور قرآن کریم اور حدیث نبوی کے صحیح مفہوم سے ناواقف تھے؟
(ذرا عقل سے کام لیں، ابن حبیب)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

علماء دیوبند کثر ہوئے اللہ تعالیٰ

برادرانِ اسلام! ۱۳۲۳ھ کے اوائل میں بعض حالات کی بنا پر علماء
 حرمین شریفین نے اکابر دیوبند سے براہ راست ۲۶ استفسارات کئے
 اور ان حضرات کے عقائد و افکار کو اصول اہلسنت پر جانچنے کی کوشش
 کی۔ چنانچہ اس وقت کے اکابر علماء دیوبند نے اپنا مسلک پیش کیا
 اور اس پر اپنی مہر ثبت فرمادیں۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد
 سہارنپوری (شارح ابی داؤد) نے انہیں لکھا اور حضرت شیخ الہند
 مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمن صاحب، حکیم الامت
 حضرت تھانوی، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور حضرت مفتی
 کفایت اللہ دہلوی۔ جیسے سب بزرگوں نے اس پر تصدیقات تحریر
 فرمائیں۔ اور فقط اعتماد انہیں بلکہ تحقیقاً سب جواب دیکھ کر چنانچہ
 مفتی اقلیم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں:-
 ”رأیت الاجوبۃ کلھا فوجدتھا حقۃ صریحۃ“

(میں نے تمام جوابات خود دیکھے اور انہیں حق صریح پایا۔)
 ان عقائد پر پھر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، جامع ازہر (مصر) اور
 شام کے علمائے کبار (جن میں احناف، شوافع، موالک، حنابلہ مسالک
 اربعہ کے علماء سب شامل تھے) نے اس پر تصدیقات فرمائیں اور یہ
 المہند علی المفند نامی دستاویز عقائد علمائے دیوبند کے نام سے موسوم
 ہوئی۔

چنانچہ ان اسلہ میں سے ایک سوال اور اس کا جواب بعینہ رقم کیا جاتا
 ہے جو کہ اس کتاب کے مقصد صحیحہ کا ترجمان حقیقی ہے۔ بعد ازاں علماء دیوبند
 کی تصریحات بالتوضیح رقم کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

السؤال الخامس - ما قولكم في حياة النبي ﷺ

عليه وسلم في قبره الشريف هل ذلك امر مخصوص بهام
 مثل سائر المسلمين رحمة الله عليهم حياة برزخية -

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں حیات
 کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا تمام مسلمانوں کی طرح
 برزخی حیات ہے؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرت الرسالة ﷺ عليه وسلم
 حي في قبره الشريف وحيلته ﷺ عليه وسلم دينوية
 من غير تكلف وهي مختصة به ﷺ عليه وسلم وجميع

الانبياء صلوات الله عليهم والشهداء لا برزخية كما هي
 حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه
 العلامة السيوطي في رسالة انباء الاذكياء بحياة الانبياء
 حيث قال قال الشيخ تقي الدين سبكي حياة الانبياء و
 الشهداء في القبر كحياة في الدنيا و يشهد له صلوة
 موسى عليه السلام في قبره فان الصلوة تستدعي جسدا
 حيا الى اخر ما قال فثبت بهذا ان حيواته دنيوية برزخية
 لكونها في عالم البرزخ ولشئنا شمس الاسلام والدين
 محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره
 العزيز في هذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة الماخذ
 بديعة المسلك لم يرمي مثلها قد طبعت وشاعت في
 الناس واسمها آب حیات ای ماعا الحیوة۔

(المهتد على المقند ص ۳۱، مطبوعه مكتب خاد اعزازيه دليوبند ضلع سهارنپور)

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔
 بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ اور برزخی نہیں
 ہے جو تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام آدمیوں کو حاصل ہے۔ چنانچہ علامہ
 سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیوة الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے
 چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقي الدين سبكي نے فرمایا ہے کہ انبیاء و
 شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام

کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کہ برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام آب حیات ہے۔

چنانچہ اس اجمالی و اجماعی عبارت کے بعد تفصیلاً و توضیحاً اکابر علماء دیوبند سے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کیا جاتا ہے۔
 ① حجة الله على العالمين مرکز دائرة التحقيق، قطب افلاک اسرار التشریع حضرت مولانا **محمد قاسم** نانوتوی رقم طراز ہیں:-
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بالیقین قبر میں زندہ ہیں تو اس صورت میں آپ کی ملک زائل ہونے ہی نہیں پائی جو وارثوں کی ملک اس کے قائم مقام ہو۔ بلکہ جیسے ہم تم کہیں چلے جائیں یا چندے کسی گوشہ میں بیٹھ رہیں اور ہمارے لواحق وغیرہ ہماری اشیاء کو برتیں اور اس سے ہماری ملک زائل نہیں ہوتی اور برتنے والے یا وارث مالک نہیں بن جاتے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گوشہ قبر میں پنہاں ہو گئے اور آپ بدستور اپنے اشیاء و اموال کے مالک — کوئی اور مالک نہیں ہو گیا اور حدیث لا فودث ما ترکنا صدقة جو سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے اس حدیث کی لم بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ اب تک بقید حیات ہیں پر شیعہ

(رافضیت نواز نام نہاد توحیدی) نہ سمجھیں تو کیا کیجیے؟

(پہلیۃ الشیعہ ۲۶۸ تا ۲۶۹ از حضرت نانوتویؒ)

● علاوہ ازیں حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں :-

”انبیائے کرامؑ کو انہیں اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے

زندہ سمجھتا ہوں۔“ (لطائف قاسمیہ ص ۳)

● ”اصل مضامین کی حقیقت تو اپنے نزدیک محقق ہو گئی یوں کوئی

منکر نہ مانے تو وہ جانے۔ منکروں کا کام یہی ہے۔“ (آب حیات ص ۵)

● ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل

گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزت گزریں ہیں۔ جیسے ان کا مال قابل

اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا ایسے ہی آپؐ کا مال بھی محلِ توریت نہیں۔“

(آب حیات ص ۲)

● پھر فرماتے ہیں :-

”ارواحِ انبیاءؑ کو بدن سے علاقہ بدستور رہتا ہے۔ ہر اطراف

جوانب سے سمٹ آتی ہے۔“ (جمال قاسمی)

② فخر المحدثین قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد

گنگوہیؒ فرماتے ہیں :-

”ولان النبیین صلوات اللہ علیہم اجمعین لما کانوا

احیاء فلا معنی لتوریت الاحیاء منہم۔“ (الکوکب الدری ص ۱۷۳)

چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں اس لئے ان

کے آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

● پھر فرماتے ہیں :-
 ”آپ اپنی قبر شریف میں زینۃ ہیں“ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸ از حضرت گنگوہیؒ)

● پھر ارشاد فرمایا :-
 ”مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں“
 (فتویٰ رشیدیہ ص ۹۹ ج ۱)

③ المہند کے سابقہ سوال کے جواب کے بارے میں شیخ الہند حضرت
 مولانا محمود الحسنؒ فرماتے ہیں :-
 ”ہو معتقد ناو معتقد مشائخنا جميعاً لا ريب فيه“
 (المہند ص ۴۶)

ہمارے اور ہمارے مشائخ کا یہی عقیدہ ہے اور اس میں کسی
 قسم کا کوئی شک نہیں۔

④ محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
 فرماتے ہیں :-

”ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ کما ان
 الانبیاء علیہم السلام احياء فی قبورہم ولا فرق بین
 ان یکون فوق الارض او تحت حجابہا کما لا فرق
 فی حضورہ وغیبتہ فی زمان حیاتہ ولہذا العلة
 لمریدہب الیہ احد من الائمة۔ (بذل المجہود شرح ابی داؤد ص ۲۵)

یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس میں کئی فرق نہیں کہ وہ زمین کے اوپر دکھائی دیں یا پردہ زمین میں آرام فرما ہوں (وہ زندہ یقیناً ہیں) جیسا کہ آپ کی اس دنیا کی زندگی میں آپ کے حاضر ہونے یا غائب ہونے میں (زندہ ہونے کے اعتبار سے) کوئی فرق نہ تھا۔

● علاوہ ازیں تذکرۃ التحلیل میں ہے:-

”آستانہ محمدیہ پر حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی آواز نکالنا تو کیا مواجہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے خوفزدہ، مودبانہ، دبے پاؤں آتے اور مجرم و قیدی کی طرح دور کھڑے ہوئے بکمال خشوع و سلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں لہذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو حضرت خود سنتے ہیں۔“
(تذکرۃ التحلیل ص ۳۷)

⑤ شیخ الاتقیاء حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ

فرماتے ہیں:-

”جو کچھ اس رسالہ ”المہند“ میں لکھا ہے حق اور صحیح ہے اور کتابوں میں نص صریح کے ساتھ موجود ہے۔ یہی میرا عقیدہ ہے اور یہی میرے مشائخ کا عقیدہ تھا اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدے کے ساتھ زندہ رکھے

اور اسی عقیدے پر ہمیں موت دے میں ہوں بندہ ضعیف عبد الرحیم
عفی عنہ رائیپوری۔ (المہند ص ۳۸)

⑥ امام کبیر محدث شہیر حضرت علامہ شیخ انور شاہ کشمیری
شارح بخاری فرماتے ہیں :-

”یرید بقولہ الانبیاء احياء مجموع الاشخاص

لا الارواح فقط“ (تحفۃ الاسلام ص ۳۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ انبیاء کرام علیہم السلام
زندہ ہوتے ہیں کا مطلب یہ نہیں کہ فقط ان کی ارواح زندہ ہیں بلکہ اس
حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام روح و بدن کے مجموعے
کے ساتھ زندہ ہیں۔

⑦ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں :-

”حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم
السلام کے جسد کو کھاسکے“

پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے روایت
کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

ف :- پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور

یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے۔ اور گو شہدار کے لئے بھی جیتا
اور مرزوقیت وارد ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام میں ان سے اکمل و اقویٰ

ہے۔ بہتھی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جاتا ہے۔
(نشر الطیب ص ۲۵۷ شائع کردہ ادارہ اشرفیہ لاہور)

● مزید فرماتے ہیں :-

”آپ بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں“ (الکشف ص ۲۲۶)

● مدینہ منورہ جانے والا۔۔۔۔۔ یوں کہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔
(وعظ التبلیغ ص ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ)

⑤ شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیب احمد عثمانی
شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں :-

”الانبياء احياء عند ربهم يزقون“ (فتح الملہم ص ۱۵۳)

کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے ہاں سے رزق ملتا ہے۔

● پھر فرماتے ہیں :-

”ان النبي صلى الله عليه وسلم حي كما تقرر وانہ يصلي

فی قبرہ باذانٍ واقامۃ۔ (فتح الملہم ص ۱۵۹)

بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ اپنی قبر شریف میں اذان اور اقامت سے نمازیں پڑھتے ہیں۔

⑨ حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوریؒ الحنفی المتوفی ۱۲۹۶ھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کی شرح میں فرماتے ہیں:-
 ”ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يتعقبها موت بل يستمر

حیا ولا انبیاء احياء فی قبورہم“ (ہاشم بخاری ص ۱۵۵ ج ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپؐ کو حاصل ہے۔ اور باقی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

⑩ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں:-

”مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپؐ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیئے۔ آپؐ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے۔ اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۱۹ ج ۱)

⑪ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے ہیں:-
 ”انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں میرا وہی عقیدہ ہے جو اکابر علماء دیوبند کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا۔ وہ حیات باعتبار ابدان دنیوی۔ دنیوی بھی ہے اور باعتبار عالم برزخ برزخی بھی ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ابدان دنیوی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہلسنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ ہمارے اکابر دیوبند نے اس پر مفصل اور مدلل ارشادات ثبت فرمائے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں بھی کبھی مختلف نہیں رہا میرے خیال میں ہر صاحب بصیرت اس عقیدہ حیات النبی کا منکر نہیں ہو سکتا جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کے نزدیک تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روضۂ اطہر کی حیات بدیہات میں سے ہے۔
احقر الانام احمد علی عفی عنہ

(بحوالہ مقام حیات ص ۲۷ از علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم العالیہ)

⑫ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں :-

”تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرامؑ کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے“

(سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۸۸ ج ۲، حیات نبوی ص ۲ مصنفہ مولانا کاندھلویؒ)

⑬ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ فرماتے ہیں :-
”وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر)

شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے۔ اور اسی حیات کی وجہ سے
روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔
(بحوالہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء)

اس عبارت صحیحہ و حقہ پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
مہتمم دارالعلوم دیوبند، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان حضرت
مولانا محمد علی جالندھری اور حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب کے
دستخط ہیں۔

افسوس | آج کل کے رافضیت نواز توحیدی اس عبارت کی عمت
کے بعد فرماتے ہیں کہ

”حضرت خان صاحب آخری عمر میں مداہن اور مشرک ہو گئے تھے“
معاذ اللہ ثم معاذ اللہ — بریں عقل و دانش بباہر گریست

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں
حضرت خان صاحب کا فتویٰ

”کتب فقہ حنفی اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عند القبر بذات خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام سنتے ہیں۔ سلف اہلسنت و اجماعت
میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایسے عقیدہ والے کو کافر و
مشرک کہنا بہت بڑی دلیری ہے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسی جسارت
سے ہر ایک کو محفوظ رکھے اور سلف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا
فرماوے۔ واللہ اعلم بالصواب۔“

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۲ صفر ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح لاشی غلام اللہ — جواب درست ہے ناکارہ خلاق غلام ربانی

(۱۴) استاذ العلماء سیدی و سندی حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب

۱۔ باقی جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یاکی والی (علی پور) فرماتے ہیں :-
 ”کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں اپنی مرقد اقدس
 و مضجع مطہر میں متصف بحیات جسمانی وابدی ہیں اور بارگاہ میں
 حاضر ہونے والوں کے صلوٰۃ و سلام کو بنفس نفیس سماعت فرما کر
 جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ اور یہی عقیدہ صحیحہ جمیع اسلاف اہل حق
 کا رہا ہے اور یہی عقیدہ ہم متبعین اہل حق کا ہے جیسا کہ اس رسالہ
 میں بالتوضیح تحقیق ہو چکی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور
 مرتب عزیز کو اس عقیدہ صحیحہ پر تاحیات قائم رکھے اور اہل حق
 کی اتباع کامل عطا فرما کر اپنی رضا و رحمت سے نوازے۔ آمین ثم آمین

اللہ حق تعالیٰ غفر

خادم جامعہ امدادیہ یاکیوالہ

۸۔ سوال المکرّم

(۱۵) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان

صفدر مظہم العالیہ کا فیصلہ کن بیان فرماتے ہیں :-
 ”بلا خوف و تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک
 اہلسنت و الجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے
 کسی خطے میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور اسی
 طرح دیگر انبیاء علیہم السلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف

میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوٰۃ و سلام کا سماع نہیں فرماتے کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث و تفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی علم کلام کی ہو یا علم تصوف و سلوک کی سیرت کی ہو یا تاریخ کی کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر کے ساتھ کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر صلوٰۃ و سلام کا سماع نہیں فرماتے۔ من ادعی خلافہ فعلیہ البیان ولا یمکنہ ان شاء اللہ تعالیٰ الخ یومہ بالبعث والجزاء والمیزان۔ (تکبیر الصدور ص ۲۸۲)

(جس کو اس کے خلاف دعویٰ ہو وہ دلیل لائے اور انشاء اللہ وقوع قیامت تک اس کے لئے اس کے خلاف دلیل لانا ناممکن ہے)

①۹ استاذی سیدی و سندی عالم ربانی محدث کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ○ لاہور

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

میرا عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں وہی ہے جو اکابر دیوبند کا رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے :-

- ① ہمارے اکابر دیوبند کے شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی معروف کتاب "فیوض الحرمین" سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔
- ② ان کے بعد شیخ الحدیث اول روح دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف "آب حیات" سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔

③ مجدد مائے حاضرہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا عقیدہ ان کی کتاب زبدۃ المناسک سے واضح ہے۔ یہ سب بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حیات کے قائل تھے جسے دنیوی برزخی کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے (اور جو کچھ کلمات خطاب و توسل زبدۃ المناسک میں حضرت گنگوہیؒ نے غور فرمائے ہیں وہ شارح ہدایہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھے ہیں۔

ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۳۳۶

المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

④ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور شارح ابوداؤد و ہاجر مدینہ منورہ رحمۃ اللہ علیہما نے المہند میں تحریر فرمایا ہے :-

السؤال :- ما قولکم فی حیوة النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی قبرہ الشریف هل ذلک امر مخصوص بہ ام مثل سائر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہم حیوتہ برزخیہ -

الجواب :- عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی اللہ علیہ وسلم حیٌ فی قبرہ الشریف و حیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف و ہی مختصہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم و بجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیہم والشہداء لا برزخیہ کما ہی حاصلۃ بسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما

علیہ السلامہ السیوطیؒ فی رسالتہ ”انباء الاذکیاء
 بحیوة الانبیاء“ حیت قال قال الشیخ تقی الدین السبکی
 حیوة الانبیاء والشہداء فی القبر کحیاتہم فی الدنیا
 وشہد لہ صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان
 الصلوٰۃ تستدعی جسدًا حیًّا الی آخر ما قال فقبت
 بہذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونہا فی عالم
 البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والذین محمد قاسم
 العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز
 فی ہذہ المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ الماخذ
 بدایۃ المسلك لحویر مثلہا قد طبعت وشاعت
 فی الناس واسمہا ”اب حیات“ ای ”ماء الحیات“۔
 از عقائد علمائے دیوبند (المہند) ص ۲۲۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی
 جس کا ترجمہ یہ ہے :-

سوال :- آپ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 قبر میں حیات کے متعلق کیا فرماتے ہیں کیا آپ کو کوئی خاص حیات حاصل
 ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

جواب :- ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی
 سی ہے (یعنی آپ با شعور ہیں) البتہ دنیا میں جس طرح مکلف تھے
 اب مکلف نہیں ہیں۔ اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام
 انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ حیات کی یہ قسم محض برزخی نہیں

ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور برزخی ہے کیونکہ یہ عالم برزخ میں جاری اور حاصل ہے۔ اور ہمارے شیخ حضرت محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے جس کا ماخذ نہایت دقیق ہے اور وہ انوکھے طرز کا بے مثل ہے جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام ”آب حیات“ ہے۔



المہند کے مندرجات کی صحت پر علماء حرمین بلکہ دنیا بھر کے اساطین امت کے دستخط ہیں اور اس کے مضامین کی تصدیقات تقاریظ تحریر ہیں۔ سب سے پہلے دستخط حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اسیرِ طاہر خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب وجانشین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ قبورِ ہم کے ہیں۔ پھر حضرت نانوتوی قدس سرہ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے اور حضرت مفتی عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندیؒ برادر حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ وغیرہم علماء بلاد ہند کی تصدیقات درج ہیں پھر علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقات ہیں۔ پھر علماء و مفتیان کرام مدینہ منورہ

کی طویل تحریرات و تصدیقات ہیں اور علماء شام میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے محمد ابوالخیر ابن عابدین کی تصدیق بھی ہے اور دیگر علماء شام کی بھی۔ جامع ازہر اور مصری علماء کی بھی۔ یہ سب المہند میں ہے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔

⑤ ان حضرات کے بعد استاذنا المحترم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد المدنی نور اللہ مرقدہ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں ایک ثلث صدی درس حدیث دیا۔ اپنی کتاب ”نقش حیات“ میں یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں:-

” (علماء دیوبند) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقا و علاقہ بین الروح والجسم کے مثبت ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ رسالہ آب حیات نہایت مبسوط رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے نیز ہدیۃ الشیعہ، اجوبۃ اربعین حصہ دوم اور دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔“ (نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

غرض اکابر دیوبند کا جو اہلسنت والجماعت حنفی ہیں سب کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے۔

⑥ جناب شیخ محمد بن عبد الوہاب النجدی کے صاحبزادے جناب شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب لکھتے ہیں:-

والذی نعتقدہ ان رقبۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ

وسلم اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی
 قبرہ حیاۃ برزخیہ ابلغ من حیاۃ الشہداء المنصوص
 علیہا فی التنزیل اذ ہوا افضل منہم بلا ریب وانہ لسمع
 سلام المسلم علیہ۔ (رسالۃ الشیخ عبد اللہ ص ۲۱)
 ترجمہ :- اور جمعہم اعتقاد رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ
 ترین رتبہ ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر مبارک
 میں برزخی حیات حاصل ہے جو شہداء کی حیات سے بڑھ کر ہے
 جس کو قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ شہداء سے بلاشبہ
 افضل ہیں اور یہ عقیدہ ہے کہ آپ سلام کرنے والے کا سلام
 سنتے ہیں۔ (رسالہ شیخ عبد اللہ ص ۲۱)

شیخ عبد اللہ نے ابلغ من حیاۃ الشہداء کا جملہ استعمال کیا ہے
 جیسے کہ سمجھانے کے لئے المہند وغیرہ میں بھی حیات دنیویہ کے الفاظ لکھے
 گئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم نے اپنے ایک مضمون میں
 اس رسالہ کے اقتباسات دیئے ہیں۔ پھر یہ مضمون دارالعلوم دیوبند کے پندرہ
 روزہ عربی رسالہ الداعی میں بالاقساط شائع ہوا۔ مذکورہ بالا عبارت الداعی
 ۲۵ جنوری ۱۹۷۸ء کے شمارہ سے لی گئی ہے۔

بہر حال یہی وہ مسلک ہے جس پر علماء امت کا اتفاق چلا آ رہا ہے۔
 نوٹ :- یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ابن تیمیہ علی الاطلاق سلام
 موتی کے قائل تھے اور انتقال یا دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے سے بھی منع

نہ کرتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:-

وقد ثبت في الصحيحين ان النبي صلى الله عليه وسلم قال
 لقنوا موتاكم لا اله الا الله فتلقين الميت سنة ما موكبا
 بها وقد ثبت ان المقبور يسأل ويمتحن وانه يوم بالداء
 له فلهذا قيل ان التلقين ينفعه فان الميت يسمع النداء كما
 ثبت في الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ليسمع
 قرع نعالهم وانه قال ما انتربا سمع لما اقول منهم و
 انه امرنا بالسلام على الموتى فقال ما من رجل يمر بقبر
 الرجل كان يعرفه في الدنيا فيسلم الا ردد الله عليه روحه
 حتى يرد عليه السلام - (فتاوى ابن تيميه ج ۱ ص ۲۸۹)
 ترجمہ:- بخاری اور مسلم شریف میں یہ حدیث صحیح آئی ہے کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو لا الہ الا
 اللہ کی تلقین کیا کرو۔ لہذا میت کی تلقین سنت ہے جس کا حکم
 دیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ قبر میں تدفین کے بعد میت سے
 سوال ہوتا ہے۔ اس کا امتحان ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے لئے دعا
 کے واسطے کہنا چاہیے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ تلقین میت کو
 فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ میت آواز سنتا ہے۔ جیسا کہ صحیح روایت
 (بخاری) میں آیا ہے کہ وہ بلاشبہ ان کے جوتوں کی چاپ (اپنی
 قبر میں سے) سنتا ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا ہے کہ میں جو کچھ ان (بدر میں تین روز قبل ویران کنویں
 میں ڈالے گئے مقتول کافروں) سے کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے

زیادہ نہیں سن رہے۔ اور آپ نے ہمیں مُردوں کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جبکہ وہ اسے دنیا میں جانتا تھا اور وہ اسے (صاحبِ قبر) سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ (قبر میں) اس پر اس کی روح کو لوٹا دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۷۹)

لیکن ابن تیمیہ سماعِ موتی کے اس حد تک قائل ہیں جتنا حدیث شریف

میں بتلایا گیا ہے۔

اللَّهُمَّ ارِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَارِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

کتاب

حامد میاں

② عبد الرشید غفرلہ

مدارس جامعہ مدینہ

ظہور الحق غفرلہ

مدارس جامعہ مدینہ

۱۴۰۰ھ

۲۳ ذی الحجہ

۲ نومبر ۱۹۸۸ء

یکشنبہ

② عبد الحمید غفرلہ

مدارس جامعہ مدینہ لاہور

وفاصل دارالعلوم دیوبند

محمد کریم اللہ غفرلہ

مدارس جامعہ مدینہ

وفاصل دارالعلوم دیوبند

①۷ حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے۔

فرق صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاتے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریح موجود ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف

”حیاتِ انبیاء“ پر ”آبِ حیات“ کے نام سے موجود ہے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب جو
 حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ
 المہند علی المہند بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب
 جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے
 مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

تصدیقات

① مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ ② مولانا عبدالحق عفی عنہ

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی حقانیہ اکوڑہ خٹک

③ مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ ④ مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ

سابق ناظم محکمہ امور شیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ مئد المیار سندھ

⑤ مولانا شمس الحق عفا اللہ عنہ ⑥ مولانا محمد ادریس کان اللہ لہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

⑦ مولانا مفتی محمد حسن ⑧ مولانا محمد رسول خاں عفا اللہ عنہ

مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نیلا گنبد لاہور

⑨ مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ ⑩ مولانا احمد علی عفی عنہ

مہتمم دارالعلوم کراچی امیر نظام العلماء و امیر خدام الدین لاہور

تلاش عشرہ کاملہ ○ بحوالہ - ضرب المہند علی القول المہند ○ مؤلفہ - حافظ حبیب اللہ دہلوی

⑪ شیخ المشائخ حضرت مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

آمَّا بَعْدُ !

زیر نظر کتاب (تسکین الاقیار فی حیاة الانبیاء) پروفیسر مولوی محمد کی صاحب
 کی قابل قدر تالیف ہے جس میں موصوف نے دور حاضر کے ایک خطرناک فتنے

کے خلاف قلم اٹھایا ہے اور امت مسلمہ بالعموم اور حاملان مسلک دیوبند کو بالخصوص اس فتنہ سے خبردار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ پاک موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائیں (امین)۔

اگرچہ ہمارے اکابرین دیگر فتن کی طرح اس فتنہ سے بھی کبھی بچت

نہیں رہے اور ان صاحب بصیرت حضرات نے اس وقت اس خبیث فتنہ سے خبردار کیا جب یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ حضرت اقدس ثانی (حضرت مولانا عبد الہادی صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ تقسیم ہند سے پہلے حضرت اول (حضرت خواجہ غلام محمد صاحب دینی پوری) نے خانیپور میں ایک جلسہ کا اہتمام فرمایا تھا جس میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ نے حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے اس مسئلہ کو پورے شرح و بسط کے ساتھ واضح فرمایا اور اس فتنہ کے مضمرات سے آگاہ فرمایا اور خود حضرت اقدس ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں تقسیم ہند کے بعد جب اس نامبارک فتنہ کے بد اثرات کو نمایاں ملاحظہ فرمایا تو اپنے متعلقین کے حلقہ میں دورہ فرما کر اس فتنہ کے بارے میں نہ صرف آگاہ فرمایا بلکہ ایک مقامی مدرسہ کے بارے میں جس کے کارپردازان کے اذہان اس فتنے سے مسموم ہو چکے تھے اپنے متعلقین کو منع فرمایا کہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں تعلیم نہ دلوائیں۔ چند لوگوں نے حضرت کے اس مشورہ کو نہ مانا لیکن کچھ عرصہ گزرنے پر جب اس عدم قبول کے بد اثرات سامنے آئے تو انہوں نے حضرت اقدسؒ کے موقف کو درست تسلیم کیا مگر اس وقت تک ان لوگوں کی اولاد صاحب مدرسہ، مہتمم اور مدرس بن کر اس فتنہ انکار حیات النبیؐ کی تحم ریزی کر رہی تھی اور خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بنی ہوئی تھی اور یہ فتنہ اس لحاظ سے مسلک دیوبند رکھنے والوں کے لئے زیادہ مہلک ہے کہ فتنہ پرداز خود کو دیوبندی کہتے ہیں۔

حالانکہ حضرات دیوبند رحمہم اللہ جن پر ہمیں مکمل اعتماد ہے کا عقیدہ
حضرت حجتہ الاسلام قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
سے لے کر مولانا سعد مدنی مدظلہ العالی تک اثبات حیات انبیاء علیہم السلام
ہے نہ کہ انکار حیات۔

بحمد اللہ اکابرین دین پور شریف سید العارفین حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس حضرت مولانا عبد الہادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور
موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا سراج احمد صاحب دین پوری مدظلہ العالی
کا عقیدہ اس مسئلہ میں اثبات حیات تھا اور ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔
بفضلہ تعالیٰ فقیر بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس مسئلہ
میں اثبات حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے۔ اور فقیر کی تمام اہمیت
مسلمہ اور بالخصوص اپنے متعلقین سے درخواست ہے کہ عقائد درست رکھیں
خصوصاً اس مسئلہ میں انکار حیات کا عقیدہ خدا خواستہ اختیار کر کے اپنے شجر
ایمان کو بے ثمر نہ کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

از طرف بندہ ناچیز

مسعود احمد درگاہ عالیہ دین پور شریف

۲۲ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ

①۹ علماء دیوبند کا مسلک۔ از مولانا حبیب الرحمن قاسمی مدظلہ

(ملیں ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

علماء دیوبند کا یہ ایمان ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل
البشر اور افضل الانبیاء ہیں مگر ساتھ ہی آپ کی بشریت کا بھی اقرار کرتے
ہیں وہ آپ کے علو درجات ثابت کرنے کے لئے حدودِ عبادیت کو توڑ کر

حدودِ معبودیت میں پہنچا دینے سے کئی احتراز کرتے ہیں وہ آپ کی اطاعت کو فرض عین سمجھتے ہیں مگر آپ کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے۔ وہ برزخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ جسمانی کے قائل ہیں مگر وہاں معاشرتِ دنیوی کے قائل نہیں وہ آپ کے علمِ عظیم کو ساری کائنات کے علم سے بدرجہا زیادہ جانتے ہیں پھر بھی اس کے ذاتی و محیط ہونے کے قائل نہیں۔

(دارالعلوم دیوبند کا ترجمان ماہنامہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۹۹ء
بغوان حرفِ آغاز ”علماء دیوبند کا مسلک“)

② عقیدہ حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال اور اس کا جواب

از حضرت مولانا مفتی عاشق الہی مدینہ منورہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا سوال نامہ موصول ہوا۔ تفصیلی معلومات کے لئے آپ میری کتاب ”مرنے کے بعد کیا ہوگا“ کا احوال برزخِ موطالعہ فرمائیں۔ جن لوگوں کو شہرت مطلوب ہوتی ہے اور ان سے پہلے بڑے بڑے اکابر شہرت پا چکے ہوتے ہیں یہ لوگ کوئی نئی بات نیا عقیدہ تراشتے ہیں تاکہ ان کی بھی ایک جماعت بن جا سکے اور اس جماعت کے سربراہ اور قائد مشہور ہو جائیں۔ زمانہ ہائے قدیم میں خوارج و معتزلہ اور ان جیسے بہت سے فرقے نکل چکے ہیں۔

مماتوں کا فرقہ بھی اسی طرح کا ایک نیا فرقہ ہے یہ لوگ اپنی تحقیقات میں حضراتِ صحابہؓ سے بھی آگے نکل گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ صحیحہ صریحہ کے بھی خلاف بولنے لگے گویا کہ ان کے نزدیک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بات نہیں بتائی تھی۔ ان کے سامنے جب کوئی آیت یا حدیث پیش کی جاتی ہے تو اپنے مسلک پر جمے رہنے کی وجہ سے اس میں تاویل کر دیتے ہیں جو تحریف کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اپنے نکالے ہوئے عقیدہ پر جتنا اور قرآن و حدیث کو نہ ماننا پھر بھی ایمان کا دعویٰ کرنا یہ ان لوگوں کا عجیب حال ہے۔ جب ان کے سامنے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الممات کی روایات پیش کی جاتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ان کا قبر سے کوئی تعلق نہیں برزخ سے ہے یہ ان لوگوں نے رد کرنے کا بہانہ نکالا ہے حالانکہ برزخ موت سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کے زمانہ کا نام ہے قبروں میں جو احوال گزرتے ہیں وہ بھی برزخ میں ہیں اور موت کے بعد جو دیگر حالات گزرتے ہیں وہ بھی برزخ میں ہیں۔

مماقی لوگ صحیح حدیث کے منکر ہیں۔ دیکھو صحیح مسلم ۲۶۸ ج ۲ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (مردت علی قبر موسیٰ لیلۃ اسریٰ بی عند الکشیب الاحمر و هو قائم یصلی فی قبرہ) اس میں فی قبرہ کا لفظ واضح طور پر موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مماقی لوگوں کو حدیث ماننا نہیں اپنے مسلک پر جتنا ہی ان کے نزدیک اصل دین ہے چونکہ مماقی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قبروں والی بات کے قائل نہیں۔ اس لئے مدینہ منورہ حاضر ہوتے ہیں تو قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر سلام بھی نہیں پڑھتے یہ لوگ اپنی تحقیق میں صحابہ کرام سے بھی آگے بڑھ گئے۔

حضرت امام محمدؒ نے اپنی مؤطا میں نقل فرمایا ہے کہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر کا ارادہ فرماتے یا سفر سے واپس آتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آتے اور آپ پر درود پڑھ کر اور دعا کر کے واپس چلے جاتے اس کے بعد امام محمد فرماتے ہیں (ہکذا ینبغی ان یفعل اذا قدم المدینۃ یناقی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی مدینہ منورہ میں حاضری دینے والے کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب وہاں حاضر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آئے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عمل نقل کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر سلام پڑھا اور واپس چلے گئے قاضی عیاض نے بھی الشفا میں اس کو نقل کیا ہے۔

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کر و کیونکہ یہ دن مشہود ہے (جس کے معنی یہ ہیں) کہ اس میں فرشتوں کی آمد (بکثرت) ہوتی ہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) بے شک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کیا ہوگا ارشاد فرمایا کہ وفات کے بعد بھی درود پیش ہوگا کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ حرام فرمادیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے لہذا اللہ کا نبی زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔

(رواہ ابن ماجہ باسناد جید کما قال المنذری فی الترغیب)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ”اشعۃ اللمعات“ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے :-

”و حیات انبیاء متفق علیہ است، ہیچ کس را دروے اختلاف فی نیست حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات معنوی روحانی“

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی ہے جیسا کہ دنیا میں تھی ان کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنے رسالہ ”انباء الازکیاء بحیوۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

”آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں علم قطعی کے ساتھ معلوم ہے کیونکہ اس بارے میں دلائل قائم ہیں اور اخبار تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں حضرت امام بیہقیؒ نے اس بارے میں مستقل رسالہ تالیف فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں“

جتنے بھی فرقے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات اکابر اہل سنت کے مسلک کو چھوڑ کر نکلتے ہیں وہ کسی نہ کسی گمراہی میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں اور (کل محدثہ ضلالہ) کے مصداق ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات فی القبر کے قائل نہیں وہ لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور حضرات صحابہؓ کے بھی مخالف ہیں اور یہ لوگ دیوبندی بھی نہیں ہیں اگرچہ تقیہ کر کے دیوبندی بن کر چندے کرتے ہیں اور طلبہ تقیہ کر کے دیوبندی بن کر ان کے مدارس

میں داخلہ لیتے ہیں پھر چپکے چپکے اپنا خود تراشیدہ عقیدہ پھیلاتے ہیں اگرچہ ان لوگوں میں ایمان اور انصاف ہے تو واضح طور پر اعلان کر دیں کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں اور اکابر دیوبند کو بھی ان سے برات ظاہر کرنا لازم ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر سلام پیش کرتے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو خطاب کر کے کہتے تھے کہ (السلام علی ابی بکرؓ اور السلام علیک یا ابا بکرؓ) مہماتوں کے نزدیک حضرت ابن عمرؓ گمراہ تھے۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سنو مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴ کی آخری حدیث ملاحظہ کیجئے (وعن عائشہؓ قالت کنت ادخل بیتي الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والانی واضع ثوبی واقول انما ہوزوجی والی فلما دفن عمرؓ معہم فواللہ ما دخلتہ الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمرؓ)

(رواہ احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے جس گھر میں دفن ہیں اس میں (اپنے زائد) کپڑے رکھ کر چلی جاتی تھی اور دل میں کہتی تھی کہ میرے شوہر ہیں اور میرے والد ہیں۔ جب ان کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی دفن کر دیئے گئے تو اللہ کی قسم میں اس گھر میں اس حال میں داخل ہوتی تھی کہ خوب اچھی طرح اپنے کپڑوں کو باندھ لیتی تھی اور یہ عمرؓ سے شرمانے کی وجہ سے کرتی تھی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اگر حضرت

عائشہؓ زندہ نہ سمجھتی اور یہ جانتی ہوتیں کہ مٹی میں مل کر خاک ہو گئے تو یہ سوچنے کی کیا ضرورت تھی میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں اسی طرح اگر حضرت عمرؓ وہاں زندہ نہیں تھے تو شرمانے اور کپڑے لپیٹنے کی ضرورت کیا تھی؟ سب جانتے ہیں کہ احادیث شریفہ کی سب سے زیادہ روایت کرنے والے حضرت ابو ہریرہؓ کے بعد حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ ہیں۔ یہ حضرات مہماتوں کے نزدیک قبر والی زندگی مان کر مشرک ہو گئے تو ان کی کوئی بھی روایت معتبر نہیں ہوئی۔ ممانی لوگ ان دونوں حضرات کی روایات سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور ان کی کسی بھی روایت سے استدلال نہ کریں۔

حضرت امام محمد بن الحسنؒ صاحب مؤطا بھی مقام اعتماد و اعتبار سے ساقط ہو گئے کیونکہ انہوں نے قبر شریف پر حضرت ابن عمرؓ کا سلام پیش کرنا نقل کیا ہے یاد رہے کہ امام محمدؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بہت بڑے معتمد شاگرد تھے فقہ حنفی انہی کا مرتب اور مدون کیا ہوا ہے۔

آپ نے سوال کیا ہے کہ تیرا کیا مسلک ہے؟ میرا کوئی نیا مسلک نہیں میں علماء اہلسنت کے مسلک پر ہوں اور قبور میں حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی حیات کے منکرین کو گمراہ اور اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد عاشق الہی عفا اللہ عنہ

المدينة المنورة

ما تود اذما ہندہ حتی چار بار۔ جون ۲۰۲۰ء
میر حضرت مولانا قاضی
مظہر حسین صاحب مدظلہ

آخری فیصلہ

فخر المحدثین والفقہاء حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

فرماتے ہیں:-

”من ینکر حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فحقبہ کان فواءہ“

فارغاً من حبه وعقله خالياً من لبه“ (اعلام السنن ۳۳۹ ج ۱۰)
 جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قبر شریف میں زندہ
 ہونے کا انکار کرتا ہے اس کا دل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
 سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔

آخری گذارش

برادرانِ اسلام! قبل ازیں رقم کردہ آیات قرآنیہ اور حضرات
 مفسرین اہلسنت کی توضیحات و احادیث مبارکہ اور حضرات محدثین کرام
 کی تصحیحات و تشریحات اور علماء متقدمین و متاخرین کی تحقیقات
 و ارشادات سے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح کیا گیا ہے۔
 لیکن فائدہ اسے پہنچے گا جس کا دل محبت و احترام نبوت سے
 مالا مال ہوگا۔ اور یہودیت و عیسائیت کی حرکات مذمومہ و اعتزال
 ورفض کی بدبو سے مصئون و محفوظ ہوگا۔ اور میدان محشر میں صاحب
 لوار الحمد و حوض کوثر کی شفاعت پر یقین کامل ہوگا۔

یاد رکھیے! یہ رافضیت نوازی و اعتزال و خارجیت ذہنی اور
 اس کا افشاء صرف اور صرف اُن علماء حق کے گروہ کو تباہ و برباد
 کرنا اور انہیں افتراق و تشتت کا شکار کرنا ہے (جن کے اسلاف نے
 دین مصطفوی کے خلاف اٹھنے والے ہر بد تمیز سیلاب کا اسوۂ نبوت
 کو تھامتے ہوئے جواں مردی سے مقابلہ کیا)۔ تاکہ آئندہ کسی طوفان
 خبیث کے تقابل کی ان میں جرأت مفقود ہو جاوے لیکن اس عزم غلیظ

کو لے کر چلنے والے گویے یاد رکھیں کہ فیصلہ خداوندی ہے اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ وَ اَنْتُمْ اَلَا عَلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔
چنانچہ ہمارے اسلاف کی خدمات دینیہ سے دنیا سے عرب و عجم
متعارف ہے۔ کہ خدمت قرآن و حدیث و خدمت فقہ و سلوک اور خدمت
ابلاغ دین میں انہوں نے کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اور
دے رہے ہیں اور تاقیامت دیتے رہیں گے انشاء اللہ کہ اپنے تئیں
غیر بھی انہیں حضرات کے بحر علم کی تری کے ذریعہ علمی دنیا میں زندگی
حاصل کر رہے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

برادران اسلام!

خدا را قرآن و سنت کو اصحاب نبوت و تابعین و تبع تابعین و جمہور
علماء امت اسلامیہ کے عقائد و افکار کی روشنی میں سمجھو بصورت دیگر عدم
اعتمادی و عدم ایمانی کی ایسی تاریک گھاٹی میں گر جاؤ گے جس سے پھر
نکلنا محال ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّالِّیْنَ۔ آمین۔

ابن حبیب عفی عنہ

ذریعہ ممانعت کو پہنچ

۱ صرف ایک آیت قرآنیہ پر نشانہ ہی کریں جس میں بصراحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں مردہ ہونے (معاذ اللہ) اور صلوٰۃ و سلام نہ سننے کا بیان ہو۔ یا اہلسنت والجماعت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے کسی ایک مفسر کا صریح حوالہ پیش کریں جس نے کسی آیت قرآنیہ سے اس نظریہ فاسدہ کا استنباط کیا ہو۔

۲ صرف ایک حدیث صریح کا حوالہ پیش کریں یا کسی ایک سنی محدث نے کسی ایک حدیث سے صراحتاً اس نظریہ باطلہ کا استنباط کیا ہو بیان کریں۔

۳ دور نبویؐ سے لے کر ۱۳۴۲ھ تک کے ادوار میں کسی ایک صحابیؓ تابعیؓ، تبع تابعیؓ، امام مجتہدؒ، مفسرؒ، محدثؒ، متکلمؒ، فقیہؒ و صاحب تصوفؒ کا صرف ایک قول صریح پیش کر دیں جس میں اس نے آپ لوگوں کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) روضہ اطہر میں مردہ اور بے جان کہا ہو اور حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ و سلام نہ سننے والے ثابت کیا ہو۔

دیدہ باید

ز خنجر اٹھے گانہ تلوار ان سے

یہ باز و میرے آزمائے ہوئے ہیں

خوشخبری

برادرانِ اسلام!

زیرِ نظر عرصہ کے علاوہ مذہبِ اسلام و شعائرِ دینیہ کے تحفظ کے سلسلہ میں عصمتِ انبیاء علیہم السلام، مقام و خصائصِ نبوت، معیارِ حقانیتِ صحابہ کرامؓ، حجیتِ حدیث، اثباتِ عذابِ القبر، علماءِ حق کی علمی و دینی خدمات و عقائدِ صحیحہ و ردِ و افض و معتزلہ کے متنوع موضوعات پر ہماری زیرِ طبع کتب کا انتظار فرمادیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیع فتن سے مامون و مصون فرماوے

آمین ثم آمین

ابن حبیب عفی عنہ